قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تبلیغ ۱۳۵۰ ہش
فروری ۱۹۷۱ء

:- مدیر :-
سید عبدالحی شاہد

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

ــــ(الہام المسیح الموعودؑ)ــــ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

ــــ(المصلح الموعودؓ)ــــ

خالد

جلد ۱۷ | تبلیغ ۱۳۵۰ ہش، فروری ۱۹۷۱ء | شمارہ ۲

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ

سید عبدالحی شاہ

نائبین

نذیر احمد خادم،
انعام الحق کوثر،

فہرست

پبلشر:۔ محمد شفیق قیصر

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی
ربوہ۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ایک پیشگوئی ــــ اور ــــ ہزار نشان

خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفےٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھُلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام

Digitized By Khilafat Library Rabwah

(لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہو گا۔

خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اسکو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنی سمجھ نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَ الْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

احیائے موتیٰ سے بڑھ کر اعجاز پیشگوئی مصلح موعودؓ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جنابِ الٰہی میں دُعا کر کے ایک رُوح واپس منگوایا جاوے۔ ... جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہٖ و برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اِس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت رُوح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردوں کی بھی رُوح ہی دُعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دُعا سے ایک رُوح ہی منگائی گئی ہے مگر اُن رُوحوں اور اس رُوح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔"

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

دین اور لادینیت کی آخری اور فیصلہ کن جنگ میں دہریت اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ مذہب سے نبرد آزما ہے۔ لادینی طاقتوں کے حیران کن سائنسی علوم، پُر فریب فلسفہ، مادی آسائش، اقتصادی اور سیاسی تفوّق نے دُنیا کے ہر ملک میں مذہب کے خلاف محاذ کھولا ہے اور انسان تشکیکی نظریات کی گرفت میں آکر مذہب سے بیگانہ اور خدا تعالیٰ کا منکر ہو گیا ہے دُعا پر سے یقین اُٹھ گیا ہے اور عقبیٰ اور معاد پر ایمان نہیں رہا۔ خود اُمتِ محمدیہ میں گزشتہ صدی میں ایسے منکرین پیدا ہوئے جو دعا پر یقین نہیں رکھتے تھے، جو خدا تعالیٰ اور اس کے بندے میں زندہ تعلق کے منکر تھے اور جن کی یہ کوشش رہی کہ کسی طرح قرآن کریم کی تعلیمات کو انیسویں صدی کے ناپختہ سائنسی علوم کے مطابق ثابت کریں۔

ایسے حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس روز تنہائی میں رہ کر خدا سے قادر و توانا سے ایک نشان مانگا۔ ایسا نشان جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہو، جو خدا تعالیٰ کی صفاتِ قدرت کا جلوہ ہو، جو خدا اور اس کے بندے میں زندہ تعلق کو ثابت کرے، جو اسلام کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا نشان ہو، اور جو مسیح موعودؑ کے منجانب اللہ ہونے کے لئے قیامت تک گواہ ہو۔

خدا تعالیٰ نے اس مضطرب دل کی تضرعات کو سُنا اور اُس کی دعاؤں کو قبولیت بخشی اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قربت، رحمت اور قدرت کا نشان دیا اور ایک اولوالعزم فرزند کی بشارت دی۔ جس کی صفات کی تفصیل اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں موجود ہے۔ اس اشتہار کی اشاعت کے تین سال بعد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو یہ موعود فرزند پیدا ہوا۔ اور پھر اس نے اتنی لمبی عمر پائی کہ پیشگوئی کی تکمیل کے لئے ضروری تھی۔ یہ پاک بچہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوا۔ اس نے اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے افراد، جماعتوں اور اقوام کو روحانی بیماریوں سے صاف کیا۔ اس کی ذہانت اور فہم کا دشمن بھی قائل تھا۔ وہ اسیروں کا رستگار ثابت ہوا۔ اور اُس نے اپنے کارناموں سے زمین کے کناروں تک شہرت پائی۔ اُس نے اسلام کی تبلیغ اور قرآن کریم کی اشاعت کا جو وسیع اور عالمگیر نظام قائم کیا اس سے قوموں نے برکت پائی اور پا رہی ہیں۔ اس نے ۲۵ سال کی عمر میں جماعت احمدیہ کی قیادت سنبھالی اور ۱۹۶۵ء

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تک پورے اکاون سال اس شجرہ طیبہ کی اپنے خون سے آبیاری فرمائی۔ اس کی راتیں غلبۂ اسلام اور افرادِ جماعت کی بہبود کے لئے دعاؤں میں گزرتی تھیں اور دن غلبۂ اسلام کا دن قریب تر لانے کی جدوجہد میں۔ اس کا عزم آہنی تھا اور اس کی تدبیر کامل۔ اس نے انتہائی بے سروسامانی میں اپنا کام شروع کیا اور بہت جلد اس نے ایک ایسا تبلیغِ اسلام کا مستحکم نظام قائم کر دیا جو قیامت تک قائم رہے گا۔ اس کی ذات عالمِ اسلام کے لئے ایک تعویذ تھی، اس کا دل مسلمانوں کی تکلیف اور زبوں حالی دیکھ کر تڑپ اٹھتا تھا۔ اس نے ہر بحران میں مسلمانانِ برصغیر اور عالمِ اسلام کی رہنمائی کی اور ہر ممکن مدد کی۔

وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر تھا۔ اس مطہر وجود پر قرآنی علوم کھولے گئے اور اس کے ذہن کو یہ قوت بخشی گئی کہ وہ اسرارِ قرآنی کی پردہ کشائی کرے۔ اس نے اپنے پیچھے تفسیرِ قرآن کا ایسا خزانہ چھوڑا ہے جس کو پڑھ کر فہم قرآن عطا ہوتا ہے۔ ایمان میں تازگی آتی ہے اور رُوح میں بالیدگی۔ اس نے خلافتِ احمدیہ کو مستحکم کیا اور ہر فتنے کی راہ مسدود کر دی۔ اس کی دُور بین نگاہ نے جماعت کی ایسی تربیت فرمائی کہ اب وہ ضلالت پر جمع نہیں ہو سکتی۔ اس نے ذیلی تنظیمات قائم کر کے اسلام کی اشاعت کے لئے آئندہ نسلوں کو قربانیوں کے لئے تیار اور مستعد رہنے کی تربیت کا سامان کیا۔ ہزاروں ہزار سلام ہو اس پر۔!

کوئی سکالر، کوئی ماہر نفسیات، کوئی سائنس دان اس پیشگوئی کی مادی توجیہہ نہیں کر سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ کا وجود نہ ہو۔

- اگر اس کی صفات میں کامل قدرت اور کامل علم نہ ہو، اگر وہ کلام نہ کرتا ہو، اگر اس کا زندہ تعلق ہر زمانے میں نہ ہو تو کوئی شخص اپنے کسی دنیاوی علم یا سحر کی بنیاد پر ایسی پیشگوئی نہیں کر سکتا کہ ایک معیّن عرصہ کے اندر اس کے ہاں ایک فرزند ہوگا، وہ لمبی عمر پائے گا، اُسے ایسی صلاحیتیں عطا ہوں گی اور پھر اس کو ایسے مواقع میسّر آسکیں گے کہ وہ ان صلاحیتوں کا عملی اظہار کر سکے۔
- اگر دعا مومن کا زندہ ہتھیار نہیں تو مسیح موعود علیہ السلام کی چالیس دن کی دعائیں اتنا بڑا قبولیت کا نشان پیش نہ کر سکتیں۔
- اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صادق نہ ہوتے تو اُن کی پیشگوئی یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ پوری نہ ہوتی۔
- اگر اسلام زندہ مذہب نہ ہوتا تو اس کے ایک پیروکار کو خدا تعالیٰ شرف مکالمہ و مخاطبہ نہ بخشتا۔
- اور اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

علیہ السلام اپنے دعاوی میں سچے نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ انہیں یہ موقعہ نہ دیتا کہ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کردہ کلام کو لفظاً لفظاً پورا ہونے دیتا۔

حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود خدا تعالیٰ کی ہستی کا نشان ہے، اسلام کی حقانیت کا نشان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا نشان ہے۔ اس سے دہریت کی نفی ہوتی ہے، شک کی ظلمت پاش پاش ہوتی ہے، بدظنی، بدگمانی اور تذبذب کی کیفیت کا قلع قمع ہو جاتا ہے اور نئی روحانی زندگی ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کے متعلق فرماتا ہے:۔

- خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پائیں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔
- تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔
- تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔
- تا وہ یقین لاویں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔
- تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کی عظمت اور اس کے وسیع مفاد کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤوف و رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اَتم ہے کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک رُوح واپس منگوایا جاوے ..... سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردوں کی بھی رُوح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک رُوح ہی منگائی گئی ہے مگر ان رُوحوں اور اس رُوح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

اس قدر صریح پیشگوئی اور آسمانی نشان خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایسا بیّن اور ناقابلِ تردید نشان ہے۔ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ گویا خدا تعالیٰ نے خود زمین پر نزول فرمایا ہے +

Digitized By Khilafat Library Rabwah

شمائلِ مصلح موعودؓ

(جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت احمدیہ لائل پور)

لطف ہائے ایزدی محدود نیست
ہر کہ محمود است نا محسود نیست
از عنایاتِ خدائے ذو الجلال
عارفاں دانستہ اند از بدوِ حال
حکمت و عرفانِ او را در نگر
خدمتِ قرآنِ او را در نگر
شیوہ ہائے صبر و تسلیمش بہ بیں
جدتِ افہام و تفہیمش بہ بیں
شوکت و شانش گواہی مے دہد
علم و عرفانش گواہی مے دہد
جُودِ بارانش دلیلِ حق نما
رُوئے تابانش دلیلِ حق نما
مدعی نامم چو محمودی نہد
نسبتے با نیکواں نیکو بُوَد
رہنما و کارواں سالارِ ما
دلربائے دلبرِ دلدارِ ما
بگذرد از ہر مہمّ پُر خطر
مظہرِ حق حضرتِ فضلِ عمر
آں کریم ابنِ کریم ابنِ کریم
آیۂ حق صاحبِ لطفِ عمیم

راہ ہا بر راہروان مسدود نیست
ہر کجا بینی جز ایں مشہود نیست
دست میدارد بہر فضل و کمال
بے تردّد بے گماں بے قیل و قال
بحرِ بے پایانِ او را در نگر
طلعتِ تابانِ او را در نگر
در جہاں تاثیرِ تعلیمش بہ بیں
وسعتِ تبلیغ و تنظیمش بہ بیں
حُسن و احسانش گواہی مے دہد
فہمِ قرآنش گواہی مے دہد
رنگِ فیضانش دلیلِ حق نما
بلکہ ہر آنش دلیلِ حق نما
از درِ دشنامِ خویش نامم کند
عرض از جوہرِ جُدا کے مے شود
حکمراں بر اندک و بسیارِ ما
غم زدائے غم خورِ غمخوارِ ما
با شکوہ و عظمت و فتح و ظفر
کامیاب و کامگار و کامگر
پُر ذہین و پُر فہیم و پُر علیم
مظہر او را از غلامانِ قدیم

مصلحِ موعود جز محمودؓ نیست
مثلِ او اندر جہاں موجود نیست

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تقریر و گفتگو کے آداب از روئے قرآن کریم

(۳)

(مکرم عبد العزیز صاحب صادق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ مشرقی پاکستان)

نواں اصل — سہل طریق و آسان زبان

سارا قرآن کریم ہی ہمیں تقریر و گفت گو کے لئے نہایت آسان اور سہل زبان استعمال کرنے کا اصول سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ
وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ (سورۃ الحجر)

"یہ ایک کامل کتاب اور اپنے مطالب کو واضح کر دینے والے قرآن کی آیات ہیں۔"

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

(سورۃ زخرف)

"ہم نے اس کتاب کو قرآن بنایا ہے اور قرآن بھی ایسا جو عربی ہے تاکہ تم سمجھو۔"

قرآن شریف شریعت کی آخری جامع و مانع کتاب ہے جس میں بڑے بڑے اہم بالشان مسائل وضع کئے گئے ہیں، نہایت لطیف و عمیق حقائق و معارف بیان کئے گئے ہیں، زمین و آسمان کے دقیق امور پر اور روحانیات و اخلاقیات کے گہرے فلسفوں پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی اور علوم نادرہ کے انمول جواہرات سے بھرپور عظیم الشان خزانہ عام کھول دیا گیا ہے جس کی وسعت قیامت تک ممتد ہے مگر اس کے الفاظ اور اس کی زبان کی طرف نظر کیجئے کیسے آسان و سہل اور متوازن و متناسب الفاظ موتیوں کی طرح پروئے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے عقدوں اور گتھیوں کو مختصر الفاظ میں مگر نہایت گہرے انداز میں سلجھا دیا گیا ہے۔ شرم و حیا کے نازک مسائل پر واضح مگر شائستہ زبان میں روشنی ڈال دی گئی ہے۔

پس سارا قرآن ہی اس اصول کی تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے کہ انسان کو اپنی تقریر و گفتگو میں آسان و سہل زبان اور مختصر مگر جامع و مانع الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔ اس اصول کی روشنی میں افصح العرب و ابلغ البیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) نے کیا خوب فرمایا:-

خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کہ "بہترین کلام وہی ہے جو تھوڑا ہو مگر مدلّل ہو۔"

کلام کو سہل کرنے کے چند قرآنی نکات :-

انسان کی فطرت ہی ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ زبانی اصول کے بعد وضاحت کے لئے مثالی وعملی نمونے کا محتاج ہے کیونکہ مثالوں سے بات کھُل کر واضح ہو جاتی ہے اور سامعین کے ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ اس مؤثر طریق کو بھی قرآن کریم میں استعمال کیا گیا ہے اور جگہ جگہ مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ فرمایا۔

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۔ (نور)

کہ اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا :-

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

(الحشر)

اسی ضمن میں مَیں یہ بات بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ تمثیلات اور تشبیہات بھی کلام میں لطافت اور فصاحت و بلاغت پیدا کرنے کے لئے مؤثر ذریعہ ہیں جیسا کہ آسمانی کتب میں بھی اور انبیاء علیہم السلام کے کلام میں بھی تمثیلات اور تشبیہات کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں بھی جگہ جگہ تمثیلات و تشبیہات سے کلام کو مزین کیا گیا ہے جیسے فرمایا :-

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۔ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۔ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (ابراہیم)

کہ اے مخاطب! تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح ایک کلام پاک کے متعلق حقیقتِ حال بیان کیا ہے وہ ایک پاک درخت کی طرح ہوتا ہے جس کی جڑ مضبوطی سے قائم ہوتی ہے اور اس کی ہر ایک شاخ آسمان کی بلندی میں پہنچی ہوتی ہے ــــ وہ ہر وقت اپنے رب کے اذن سے اپنا تازہ پھل دیتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تا وہ نصیحت حاصل کریں۔

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے زندہ اور بار آور و بامقصد دین ہونے کے ثبوت میں ایک فلک بوس اور پاک اور ثمر درخت کے ساتھ بڑی عمدہ تشبیہ بیان فرمائی ہے۔

پس تقریر و گفتگو کو مناسبِ حال تمثیلات و تشبیہات سے مزین کرنا بھی عین اصولِ قرآنی کا متقاضی ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ایک اور نکتہ :-

قرآن کریم کے اصول و آدابِ بیان میں ایک نکتہ یہ بھی نظر آتا ہے کہ وہ مدّعا و مضمون کی تفصیلات میں جانے سے قبل ابتداء میں اس کا اجمالی نقشہ پیش کرتا ہے۔ مثلاً سارے قرآن کریم کا اجمالی نقشہ سورۃ فاتحہ میں پیش کیا گیا ہے۔

سو اسی طرح جب کوئی شخص کسی امر کے بارہ میں تقریر و گفتگو کرے تو اس کی تفصیلات میں جانے سے قبل ابتداء میں اختصار کے ساتھ اس کا ایک اجمالی نقشہ و خاکہ پیش کرنا چاہیئے تاکہ مضمون کے سمجھنے میں سہولت پیدا ہو جائے۔

تکرار :- گو بعض لوگ تکرار کو پسند نہیں کرتے مگر حقیقت یہی ہے کہ تکرار سے بھی امرِ مقصود کی شان اور اس کی اہمیت بڑھتی ہے۔ اسی لئے بعض امور کو اللہ تعالیٰ نے تکرار کے ساتھ اور مختلف ڈھنگ میں بیان فرمایا ہے۔ آدمؑ کے خلیفہ بنائے جانے کے واقعات، ابراہیمؑ کے واقعات، موسیٰؑ اور فرعون کے مقابلے کے واقعات، بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی بیشمار نعمتوں کے واقعات، قرآن کریم کی مثال لانے کی تحدّی کے واقعات، اسلام کی بعثت کے واقعات وغیرہ قرآن کریم میں تکرار کے ساتھ بیان ہوئے ہیں پس تقریر و گفتگو میں بھی بوقتِ ضرورت تکرار سے کام لینا قرآنی اصول کے عین مطابق ہے۔

دسواں اصل — تمسخر، الزام تراشی، غیبت، تجسّس اور بدظنّی سے اجتناب

اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

(سورۃ الحجرات آیت ۱۲-۱۳)

"اور تم ایک دوسرے پر طعن نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو۔ کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نا پسند کرو گے۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔"

سو قرآنی اصول کی رُو سے تقریر و گفت گو کرتے وقت انسان کے لئے اِن مذکورہ بالا عیوب سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ دراصل قرآن کریم رواداری کے اصول پیش کرنے میں دنیا میں واحد کتاب ہے۔ انسان تو انسان قرآن کریم تو بتوں کو بھی گالی دینے کی ممانعت کرتا ہے۔ الزام تراشی، بہتان طرازی اور بُرے القاب سے یاد کرنے اور غیبت و بدظنی کی عادت مہذب سماج میں ایک ایسی بُری عادت ہے اور ایسا بدترین طریق ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کریں کم ہے ـــ آجکل ہمارے ملک میں مذہبی اور سیاسی راہنماؤں کے درمیان جو شدید کشیدگی اور کشمکش کی بھیانک خلیج حائل ہے اس کی بڑی وجہ یہی الزام تراشیاں، بہتان طرازیاں، غیبت اور بُرے القاب سے شرفاء پر حملے کرنا ہے ـــ خوب ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص پر الزام لگاتا ہے یا بہتان باندھتا ہے یا اُسے بُرے القاب سے پکارتا ہے تو اِس سے اُس شخص کا اپنا کیا فائدہ؟ کیا اِس طریق سے اس کی اپنی خوبیاں اور اسکے اپنے کمالات لوگوں پر ثابت ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص یہ طریق اختیار کرتا ہے تو اس سے یہی امر واضح ہو گا کہ چونکہ وہ خود اپنے ذاتی کمالات اور خوبیوں سے عاری ہے اسلئے وہ مدِ مقابل شخص کی طرف عیوب منسوب کر کے اور الزام عائد کر کے ظالمانہ طور پر اس کی حیثیت کمزور کرنا چاہتا ہے اور پھر اس کی آڑ لے کر اپنے کمالات اور خوبیوں کی تہی دستی پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جو انتہائی غیر شائستگی بلکہ حد درجہ کی بدتمیزی ہے۔

پس قرآنی اصول کی رُو سے تقریر و گفتگو کرتے وقت ان تمام بُری باتوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے ـــ جس کے اندر ذاتی کمالات اور خوبیاں ہوں اور اس کے پاس شاندار لائحہ عمل موجود ہو اس کو دوسروں کے عیوب تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی جس طرح آفتاب طلوع ہونے کے بعد اس کی کرنوں کی آب و تاب کو ثابت کرنے کے لئے ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کو بجھانے کی کوئی حاجت نہیں ہوتی۔

گیارھواں اصل ـــ تکلیف مالایطاق نہ ہو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

کہ اللہ کسی شخص پر سوائے اس ذمہ داری کے جو اُس کی طاقت میں ہو کوئی ذمہ داری (یا بوجھ) نہیں ڈالتا۔

پس جب کوئی شخص تقریر یا گفتگو کرے تو وہ خوب سوچ لے کہ ایسا نہ ہو کہ اس کی بات

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سامعین کی سمجھ سے بالا ہو اور وہ اس کی بات سے استفادہ کرنے سے قاصر ہوں اور خواہ مخواہ وہ ان کے لئے تکلیف مالا یطاق بن جائے۔ بس انسان کو تقریر و گفتگو کرتے وقت عام لوگوں کی سمجھ بوجھ اور عقل کا خیال رکھنا چاہیئے۔ حکماء نے کیا عمدہ کہا:۔

كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ۔

کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کی صلاحیت کے مطابق بات کرو۔"

قرآن کریم کے اصولِ بیان میں بھی عام لوگوں کی سمجھ بوجھ کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ سو یہ سبق ہے تمام تقریر و گفتگو کرنے والوں کے لئے کہ وہ دورانِ تقریر عام لوگوں کا خاص خیال رکھیں۔

بارھواں اصل ــــ وقت کی پابندی

ہر شخص کا وقت اس کا نہایت قیمتی سرمایہ ہے۔ سو تقریر و گفتگو کے دوران انسان کو وقت کا بہت خیال رکھنا چاہیئے اور مقررہ وقت کی پابندی کرنی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ بے خیالی میں کسی کے قیمتی سرمایہ میں ناجائز تصرف کا ارتکاب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ

کہ ہر اُمت کے لئے وقت مقرر ہے۔

جب ہر اُمت کے لئے ایک مقررہ وقت ہے تو ہر اُمتی کو بھی اپنے تمام کام کاج اور تقریر و گفتگو کے واسطے وقت مقرر کرنا چاہیئے۔ ہماری پنجگانہ نماز بھی ہمیں وقت کی پابندی کا سبق سکھاتی ہے۔ نماز میں انسان اللہ تعالیٰ کے دربار میں تقریر و گفتگو کرتا ہے۔ یوں تو انسان جب چاہتا اس کے دربار میں حاضر ہو کر یہ تقریر و گفتگو کر سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔

کہ نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔

سو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اس سبق کے مطابق اپنی دیگر تقریر و گفتگو میں بھی وقت مقرر کرنا چاہیئے اور اس کی پابندی کرنی چاہیئے۔ حکماء نے کہا ہے:۔

اَلْاُمُوْرُ مَرْهُوْنَةٌ بِاَوْقَاتِهَا

تمام امور اپنے وقت پر موقوف ہوتے ہیں۔

پس تقریر و گفتگو کے وقت، وقت کی قدر کرنی چاہیئے۔ فضول تقریر و گفتگو میں وقت ضائع کرنا قرآنی اصول و آداب کے منافی ہے اور لوگوں کے اس قیمتی سرمایہ میں بے جا تصرف۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اَنْتَ الْمَسِيْحُ الَّذِىْ لَا يُضَاعُ وَقْتُهٗ۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تو وہ مسیح وقت ہے جس کا وقت
ضائع نہیں کیا جائے گا۔"
سو ہم لوگوں کا بھی فرض ہے کہ وقت ضائع نہ کریں۔

تیرھواں اصل ــ بھول چوک کا اعتراف

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝
کہ انسان کو کمزور حالت میں پیدا کیا گیا
پس غلطی اور بھول چوک کا ہونا انسان کا ہی خاصہ ہے اور غلطی نہ کرنا فرشتوں کا خاصہ۔ مبارک وہ شخص جو تقریر و گفتگو کے دوران دانستہ یا نادانستہ طور پر غلطی اور بھول چوک ہونے پر ساتھ ساتھ اعتراف کرتا اور اصلاح کرتا ہے اور خواہ مخواہ ضد نہیں کرتا۔ ایسی غلطیوں اور خطاؤں پر خدا بھی درگذر فرماتا ہے اور انسان بھی چشم پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ
لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ
بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ
قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝
کہ توبہ کا قبول کرنا اللہ پر صرف
اُن لوگوں کے لئے واجب ہے جو
جہالت سے بدی (غلطی و خطا) کے
مرتکب ہوں پھر جلدی ہی توبہ کر لیں
پس یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
ان پر مہربانی کرتا ہے در حقیقت
اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا اور
سُننے والا ہے۔"
پس انسان کا اپنی تقریر و گفتگو کے دوران غلطیوں کا اعتراف کرنا اور اصلاح کرنا خلق عظیم کا ایک حصہ ہے۔

چودھواں اصل ــ للّٰہی مقصد

دُنیا میں بعض لوگ عمدہ تقریریں اور بڑی سُلجھی ہوئی گفتگو اسلئے بھی کرتے ہیں کہ لوگ سُن کر واہ واہ کریں، داد دیں اور ان کی شہرت عام ہو اور اس طرح انہیں دنیوی مقاصد حاصل ہوں۔ معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی اس مطمح نظر کو انتہائی گھٹیا تصوّر کرے گا ــــ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اپنے اپنے زمانے میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ اور سب سے اعلیٰ تقریر اور گفتگو کرنے کا ملکہ عطا فرماتا ہے وہ فصاحت و بلاغت کے کمال تک پہنچ جاتے ہیں، وہ ہر قسم کے علوم اور عجائبات سے بھرپور موعظہ حسنہ کرتے ہیں یہاں تک کہ لوگ مبہوت ہو کر انہیں جادوگر کہنے لگ جاتے ہیں ــــ مگر وہ انبیاء علیہم السلام اپنی سعی تبلیغ کا مقصد کیا بتاتے ہیں؟ ان میں سے ہر ایک یہی اعلان کرتا ہے :۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

(سورہ انعام آیت ۹۱)

کہ اس پر میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔"

لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى

(سورہ شوریٰ آیت ۲۴)

کہ میں اپنی اس خدمت کے بدلہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس محبت کے جو قریبی رشتہ داروں سے کی جاتی ہے۔ (وہ محبت تم مجھ سے بھی کرو اور باقی نوع انسان سے بھی کرو)"

سو اگر کوئی شخص اپنی تقریر و گفتگو کو دینی و مذہبی سمجھتا ہے (اور ہر ایک کو اپنی تقریر و گفتگو کا مقصد بلاواسطہ یا بالواسطہ دینی ہی قرار دینا چاہیئے) تو اسے انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تقریر و گفتگو کا مقصد محض للّٰہی بنانا چاہیئے۔ اس کو دنیوی مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے

پندرھواں اصل — جو کہے وہی کرے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

(سورۃ الصف)

اے مومنو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ خدا کے نزدیک اس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں بہت ناپسندیدہ ہے۔"

حقیقت یہی ہے کہ جو تقریر و گفتگو بغیر عمل کے ہوتی ہے وہ بے برکت و بے تاثیر ہوتی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ناپسند نہیں بلکہ تمام لوگوں کو بھی ناپسند ہوتی ہے۔ عربی میں کہتے ہیں:-

اَلْقَوْلُ بِلَا عَمَلٍ كَالشَّجَرِ بِلَا ثَمَرٍ۔

جو بات بغیر عمل کے ہوتی ہے وہ اس درخت کی مانند ہے جس پر کوئی پھل نہیں لگتا۔"

یہ ایک نفسیاتی چیز ہے کہ جو شخص بغیر ممکن عمل کے تقریر یا گفتگو کرتا ہے اس کی تقریر و گفتگو میں نہ تو تاثیر و روشنی ہوتی ہے اور نہ ہی سامعین اس کو کوئی وقعت دیتے ہیں کیونکہ بے عمل مقرر کو خود اعتمادی حاصل نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی تقریر و گفتگو بے ثمر و بے جان ہو جاتی ہے۔

پس اپنی تقریر و گفتگو کو مؤثر و مثمر بنانے کے لئے انسان کو قرآنی اصول کے مطابق

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خود اپنی باتوں پر حتی الامکان عمل کرنا ضروری ہے۔

سولہواں اصل ـــــ بصیرت

انسان کی زندگی کی ابتدائی تقریر و گفتگو اور بعد کی تقریر و گفتگو میں بصیرت کے لحاظ سے خاص طور پر فرق نمایاں ہونا چاہیئے یعنی انسان کو اپنی تقریر و گفتگو کے ساتھ ساتھ انتہائی اخلاص اور دلی جوش کے ساتھ عملی میدان میں اتنا سرگرم ہونا چاہیئے کہ اس کا خالق حقیقی کے ساتھ تعلق قائم ہو جائے اور اپنے اعمال کے نتائج اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے اور دل و دماغ سے محسوس کرے اور آخر مقام بصیرت پر قائم ہو جائے اور یہ کہنے پر اللہ تعالیٰ سے توفیق پائے۔

اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ

(سورۃ یوسف آیت ۱۰۹)

کہ اے وے تمام لوگو! میں تم کو ہر پہلو سے اطمینان و بصیرت پر قائم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتا ہوں۔

یہ ہے وہ اعلیٰ مقام اور منزلِ مقصود جس کو ہمیں اپنی تقریر و گفتگو اور عمل و مجاہدہ کے میدان میں مطمحِ نظر بنانا چاہیئے۔ وما توفیقنا اِلّا باللّٰہ *

قابلِ تقلید مجالس خدام الاحمدیہ

حسب ذیل مجالس خدام الاحمدیہ مبارکباد کی مستحق ہیں کہ انہوں نے پہلی سہ ماہی میں اپنا مکمل بجٹ وصول کر کے یا مدریجی بجٹ کے مطابق وصولی کر کے مرکز کو ارسال کر دی ہے۔ دیگر مجالس سے بھی درخواست ہے کہ استبقوا الخیرات پر عمل کرتے ہوئے اِن مجالس کے معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

مکمل بجٹ پورا کرنے والی مجالس:-

۲۴۶ عشمٹھ کالو ضلع لائلپور۔ ۱۳/۷ ضلع ملتان۔ ۱۶۹ امراد ضلع بہاولنگر۔ قمر آباد ضلع نواب شاہ۔ ۳۲ جنوبی ضلع سرگودھا۔ ۳۵ جنوبی ضلع سرگودہا۔ ۱/۲۲ ضلع شیخوپورہ۔

تدریجی بجٹ پورا کرنے والی مجالس:-

۶۶ ر۔ب، ۸۹ ج۔ب، ۸۸ ج۔ب۔ دیپالپور، 56/4-R، 170/10-R، ۱۸۱ امراد، ۱۶۶ امراد، ہارون آباد، جھول، دادو، مورو، قاضی احمد، نصرت آباد، ٹوپی، ۳۸ جنوبی، ۴۰ جنوبی منٹگمری، چونیاں، ڈنڈپور کھرولیاں، ۲۸۵ رنگڑ ننگل۔

مہتمم مال
خدام الاحمدیہ مرکزیہ
ربوہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اسلام میں صفائی کی اہمیت

(راجہ بشیر احمد صاحب ظفر سرگودھا)

اسلام میں پانچ بنیادی ارکان کے علاوہ بہت سے ایسے مسائل ہیں جو ان ارکان کے ارد گرد باڑ اور چار دیواری کی حیثیت رکھتے ہیں اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ باڑ اور چار دیواری اپنے اندر حفاظتی اور دفاعی پہلو رکھتی ہے۔ چنانچہ ضروری قرار پاتا ہے کہ اُن مسائل کو بھی سختی سے اپنایا جائے جن کو اپنانے کا ارشاد ہے اور اسی طرح اُن امور سے کلی طور پر پرہیز کیا جائے جو یادِ الٰہی سے غافل کرنے والے اور نیکیوں سے روکنے والے ہوں اور مقصدِ زندگی کے حصول میں مانع ہوں۔

اسلام میں صفائی کی اہمیت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ نماز اور صفائی لازم و ملزوم ہیں۔ نماز پانچ بنائے اسلام میں سے سب سے ضروری رُکن ہے۔ نماز کی ادائیگی بچوں، بوڑھوں اور جوانوں سب پر نہ صرف فرض ہے بلکہ کسی حالت میں معاف نہیں کی گئی جبکہ دیگر ارکان مثلاً روزہ میں سہولت اور معافی موجود ہے جبکہ انسان بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ اور پھر روزہ کا کفارہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ اور حج میں بھی حیثیت اور استطاعت کو مدنظر رکھا گیا ہے اور ان میں استثنائی صورت موجود ہے۔ لیکن نماز کسی حالت میں معاف نہیں کی گئی۔ پھر جب شرائطِ نماز کو دیکھا جاتا ہے تو صفائی کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ صفائی کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی اور نماز اور صفائی لازم و ملزوم نظر آتے ہیں کیونکہ نماز کی ادائیگی کے لئے جسم کا پاک و صاف ہونا اوّلین شرط ہے۔ چنانچہ سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ۔

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے تم پر پانی اُتارتا ہے تاکہ اس سے تم کو پاک و صاف کرے اور شیطانی گندگی کو تم سے دُور کرے۔

گویا پانی کے دیگر مصرفات میں سے ایک مصرف یہ بھی ہے کہ اللہ کے بندے اس سے پاکیزگی اور صفائی حاصل کریں۔ پھر سورہ مدثر میں فرمایا:۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○

یعنی تو اپنے کپڑوں کو پاکیزہ رکھ اور گندگی سے پرہیز کر۔

چنانچہ یہاں پر صرف کپڑوں کا ذکر کر کے اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ کپڑے یعنی لباس پاکیزہ رکھنا مقصود ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ لباس اعلیٰ اور قیمتی ہو بلکہ مقصود صفائی ہے۔ اور پھر عمدہ اور قیمتی لباس بھی اگر صاف ستھرا اور پاکیزہ نہ ہو تو کسی قسم کی اہمیت نہیں رکھتا بلکہ یہاں صفائی کی تاکید ہے۔ لباس خواہ سادہ اور سستا ہو لیکن صاف اور پاکیزہ ہونا چاہیئے غلیظ اور گندہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جہاں یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہاں ظاہری اثرات کے سبب دوسروں کی نظر میں باعثِ نفرت اور وقار و عزت کو ٹھیس پہنچانے والا ہوتا ہے۔

نماز کی ادائیگی کے لئے دوسرے نمبر پر جگہ کی تعیین ہے جس کے پاک و صاف ہونے کی ضرورت کے سلسلہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ○ (سورۃ حج)

یعنی طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاکیزہ اور صاف رکھو۔

اس جگہ بھی پاکیزگی اور صفائی کا حکم ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کے مطابق اپنے ان بندوں کو جو اُس کے احکام کو کامل اطاعت کے ساتھ بجا لاتے ہیں انعامات عطا کرنے کے سلسلہ میں فرماتا ہے :۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ○ (البقرہ ع ۲۸)

یعنی اللہ تعالیٰ بار بار توبہ کرنے والوں اور پاک و صاف لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جائے اُسے اور کونسی نعمت چاہیئے۔ اللہ اللہ! پاک صاف لوگوں کے لئے کس درجہ اعلیٰ و اکمل بشارت ہے۔

احادیث میں بھی صفائی کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص جمعہ کے روز نہائے، اچھے کپڑے پہنے اور اگر ہو سکے تو خوشبو لگائے اور پھر مسجد میں جا کر خاموشی سے جمعہ کی نماز ادا کرے تو دوسرے جمعہ تک اسکی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خطاؤں کا یہ کفارہ ہے۔"
(مشکوٰۃ)

آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز کے مواقع پر نہانے، صاف ستھرے کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے کا ارشاد فرماکر صفائی کی طرف رغبت دلائی ہے وہاں مسلمانوں کے وقار اور عزت کا تحفظ بھی فرمایا ہے۔ اور مشاہدہ اس بات کا گواہ ہے کہ جو شخص جسمانی صفائی کو ملحوظ نہیں رکھتا وہ کسی اچھی مجلس اور محفل میں عزت سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ اکثر اوقات نفرت کا نشانہ بنتا ہے۔ پھر ایک مسلمان کے لئے تو صفائی کی اہمیت اور ضرورت کئی گنا زیادہ ہے جبکہ اُسے اُس خدائے برتر کے دربار میں ہر روز دن میں کم از کم پانچ مرتبہ حاضر ہونا ہوتا ہے جو سب کائنات کا خالق اور سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ایک شخص مسجد میں آیا۔ اس کے کپڑے بہت گندے تھے۔ سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جاؤ پہلے اپنے کپڑوں اور ہیئت کو ٹھیک کرو اور پھر خدا کی عبادت کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی نماز کی ادائیگی کے لئے صفائی کو اس قدر اہمیت دیتا ہے کہ ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ نماز اور صفائی لازم و ملزوم ہیں۔ پھر یہ کہ باطنی صفائی کے لئے ظاہری صفائی بھی ضروری ہے اور یہ کوئی ظاہرداری اور نمائش کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ شریعتِ محمدی کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعایت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر روحانی پاکیزگی سے بے نصیب رہ جاتا ہے۔ مثلاً چند روز دانتوں کا خلال کرنا چھوڑ دو جو ایک ادنیٰ صفائی کے درجہ پر ہے تو وہ فضلات جو دانتوں میں پھنسے رہیں گے ان میں سے مُردار کی بُو آئے گی۔۔۔۔۔ پس یہ کیسی نادانی ہے کہ ظاہری اور جسمانی پاکیزگی پر اعتراض کیا جائے اور یہ تعلیم دی جائے کہ تم جسمانی پاکیزگی کی کچھ پرواہ نہ رکھو، نہ خلال کرو اور نہ مسواک کرو، نہ کبھی غسل کرکے بدن پر سے میل اُتارو اور نہ پاخانہ پھر کر طہارت کرو اور تمہارے لئے صرف روحانی پاکیزگی کافی ہے۔ ہمارے تجارب ہمیں بتلا رہے ہیں کہ ہمیں جیسا کہ روحانی پاکیزگی کی روحانی صحت کے لئے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ضرورت ہے ایسا ہی ہمیں جسمانی
صحت کے لئے جسمانی پاکیزگی
کی ضرورت ہے بلکہ سچ تو یہ ہے
کہ ہماری جسمانی پاکیزگی کو ہماری
روحانی پاکیزگی میں بہت دخل ہے"

(ایام الصلح صفحہ ۹۶)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلامی تعلیم اور اصول ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں طور پر اثر انداز ہیں اور دنیاوی امور میں ہمارے لئے بے شمار خوبیوں اور برکتوں کے حامل ہیں۔ صفائی کی حکمت کو ہی لے لیں جسم، لباس، مساجد اور اپنے رہائشی مکانوں کی صفائی نہ صرف ہمیں خوش سلیقہ، خوشنما اور ظاہری طور پر نمایاں حیثیت بخشتی ہے بلکہ ہماری صحت پر بھی اثر انداز ہے۔ پھر جب ہم روحانی طور پر صفائی کی خوبیاں دیکھتے ہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح ہمارے سامنے آتی ہے کہ ایک صحت مند انسان کے لئے جہاں دنیاوی طور پر اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں آسانی اور سہولت میسر آتی ہے وہاں وہ احکام الٰہی کے خوش اسلوبی سے بجا لانے کی استطاعت بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک صحت مند انسان ایک غیر صحت مند انسان کی نسبت احکام ربانی کو زیادہ بہتر طور پر ادا کر سکے گا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے سرانجام دینے میں اس کا حصہ نمایاں ہو گا۔

پس ہمارا فرض ہے کہ ہم نہ صرف ظاہری صفائی کو اپنا شعار بنا لیں بلکہ باطنی صفائی کو کلی طور پر اپنانے کی توفیق حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنے والے ہوں۔

آمین +

تراشے

گرجا یا چڑیا گھر

(مرسلہ:- محمد عمر دراز تنویر صاحب۔ لائل پور)

"مغربی جرمنی کے صوبہ باویریا میں ایلوٹوٹنگ کے مقام پر ایک پرانا گرجا گھر بہت دنوں سے خالی پڑا تھا۔ اس شہر میں کہنے کو تو سب لوگ عیسائی ہیں مگر انہیں پرانی عمارت میں عبادت کرنا پسند نہیں۔ حکومت نے یہ دیکھ کر فیصلہ کیا کہ اس عمارت کو گرا دیا جائے لیکن اب یہ فیصلہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اس گرجا گھر کو الوؤں کا گھر بنا دیا گیا ہے یہ گرجا پرندوں کی حفاظت کرنے والی انجمن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس انجمن کا کہنا تھا کہ مغربی جرمنی میں بوسیدہ عمارتوں کی تعداد روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے اس سے الوؤں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ کیونکہ الو ہمیشہ اجاڑ کھنڈروں میں رہتے ہیں۔ اب بے گھر الوؤں کو اس گرجا گھر میں لا لا کر بسایا جا رہا ہے۔ ان کی غذا کے لئے بہت سے چوہے بھی لا کر یہاں چھوڑ دیئے گئے ہیں"۔

(ہفت روزہ "سندباد" کراچی)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

س۔ع۔ح

جہاد بالسّیف
(قرآن کریم کی روشنی میں)

تمہید

اسلام مذاہب کے ارتقاء کی آخری کڑی ہے۔ اور اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو جغرافیائی، رنگ و نسل اور زمانہ کی قیود سے بلند ہو کر ایک عالمگیر اور دائمی مذہب ہے جس کی بنیاد خدا کی توحید، بنی نوع انسان کی وحدت اور عالمگیر اخوّت پر ہے۔ اسلام خدا کا آخری دین اور مکمل ترین ضابطۂ حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

کہ آج مَیں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کیا ہے۔

اسلام نے رنگ، نسل، قومیت اور ہر قسم کی تنگ نظر عصبیت کو مسمار کر کے ایک وسیع النظری عالمگیر انسانیت پر اپنے معاشرہ کی بنیاد رکھی ہے۔ جس کے بنیادی ستونوں میں خدا کی توحید، اس کی صفاتِ علم و قدرت کی لامحدودیت، فرد کی خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے افعال کی جوابدہی اور مسئولیت، بعث بعد الموت یعنی مادی زندگی کے بعد ایک لامتناہی روحانی زندگی اور موت و حیات کے متعلق خدائی تقدیر پر ہے۔

اسلام نے دوسرے مذاہب کی طرح دنیا اور دین کو الگ الگ قرار نہیں دیا۔ مادہ اور قوّت یا مادہ و رُوح کو دو متضاد چیزیں تسلیم نہیں کیا۔ سیاست اور مذہب کو ایک دوسرے کی ضد قرار نہیں دیا بلکہ تمام مذاہب کے برعکس اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ دنیا مزرعِ آخرت ہے۔ مادہ اور رُوح کا منبع ایک ہے۔ دین اور دنیا ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔ اسی لئے اسلام فرد کی نجی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

زندگی، عائلی ذمہ داریوں، معاشرتی فرائض، ملکی اور بین الاقوامی سیاسیات، فرد اور قوم کے حقوق کی حفاظت اور دفاع کو دین اور مذہب سے کوئی الگ چیز قرار نہیں دیتا۔ ایک مسلمان بحیثیت فرد اور بحیثیت قوم اور بحیثیتِ ملت اپنے تمام انفرادی، قومی اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کی ادائیگیوں میں اپنے طرزِ عمل کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔ اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ اسی لاثانی فلسفہ اور ضابطۂ حیات کا یہ نتیجہ ہے کہ جب اسلام کا دستورِ حیات اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ دنیا میں رائج ہوا تو فرد اور قوم اور دنیا ایک عالمگیر امن کے سایہ میں آگئی۔ ظلم خواہ فرد کی سطح پر ہو یا قوم کی سطح پر اسلام نے اس کے خلاف مظلوم کا ساتھ دیا اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا۔ جس کی نجی زندگی، عائلی اور معاشرتی اعمال اور ــــ قومی اور بین الاقوامی کردار میں بنیادی حیثیت، اخلاقِ کریمہ، عدل، خدا ترسی اور خدا خوفی نے لی۔ جنگ ہو یا امن اسلام دونوں صورتوں میں فرد اور قوم میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ ظلم، زیادتی، جارحیت اور نفرت انسان کے بنیادی اخلاق کے منافی اور خدا تعالیٰ کے غضب کا موجب ہیں۔

اسلام نے سیاست اور مذہب کو بھی دو متضاد چیزیں قرار نہیں دیا بلکہ اسلام نے سیاست کو ایسے سانچے میں ڈھالا ہے کہ وہ انسان کی زندگی کے اصل نصب العین کے حصول میں مددگار ثابت ہو۔ اسلام نے بعض غیر فطری مذاہب کی طرح منفی اور انفعالی اخلاق کو ہی مذہب کی جان قرار نہیں دیا بلکہ ضرورت کے موقعہ پر ظلم کے خلاف دفاع کرتے ہوئے تمام حربی وسائل کو بروئے کار لانے کو بھی اسی طرح دین کا حصہ قرار دیا ہے جس طرح نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اپنے اپنے موقعہ پر فرض ہیں۔ اور ایک فوجی اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے اسی طرح مقدس اور قابلِ احترام ہے جس طرح ایک عابد و زاہد۔ بلکہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض حالات میں مجاہد کی ایک رات عبادتگزار کی ستر راتوں کی عبادت پر بھاری ہے بشرطیکہ صرف ایک ہے کہ نیت پاکیزہ ہو اور مقصد نیک ہو۔

جہاد کی فرضیت

(۱) قرآن کریم کی تعلیمات اور ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ جب مخالف طاقتیں اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں اور مسلمانوں کی جان، مال اور عزت و آبرو غیر محفوظ ہوں اور مسلمانوں کا مذہب کفار کی جارحیت کا شکار ہو تو جہاد فی سبیل اللہ اپنی انتہائی صورت میں ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ

(الحج : ۴۰-۴۱)

کہ ان مسلمانوں کو جن پر مخالف قوتوں کی طرف سے جنگ ٹھونسی گئی ہے جنگ کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر قادر ہے۔ وہ مسلمان جن کو اُن کے گھروں سے ناحق نکالا گیا اور محض اس وجہ سے نکالا گیا کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ (النساء ، ۷۷)

اے مسلمانو! تم کیوں خدا کی راہ میں جنگ شروع نہیں کرتے جبکہ کمزور اور بے یار و مددگار سمجھی جانے والی مسلمان قوم کے مرد، عورتیں اور بچے یہ دعائیں کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس ملک کے ظالم باشندوں سے باہر نکال اور کسی کو ہمارا مددگار اور پرسانِ حال محافظ بنا۔

مذکورہ بالا آیات میں جو حالات جہاد کے فرض ہونے کے بیان کئے گئے ہیں۔ موجودہ صدی میں کئی ممالک سے مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کر کے اُن کو اُن کے گھروں سے نکالا گیا۔ کیا ہمارے ہمسایہ ملک میں رہنے والی مسلمان قوم کے نہتے مرد، کمزور مستورات اور معصوم بچے اکثریت کے ظلم و ستم سے تنگ دن رات یہ دعائیں نہیں مانگ رہے کہ کب ان کے ظلم کا خاتمہ ہوگا اور کب وہ آزادی سے اسلام کا نام لے سکیں گے۔

اسلام تو ایک فرد کو بھی اس کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت میں مرنے والے کو شہید کا مرتبہ دیتا ہے تو جب پوری قوم ہی کفر کی جارحانہ سیاست اور مظالم کا شکار ہو تو اُس وقت تو جہاد مسلمان قوم کے ہر فرد پر فرض ہو جاتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر جہاد کو فرض

Digitized By Khilafat Library Rabwah

قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے :-

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ (البقرہ: ۲۱۷)

جنگ تم پر فرض قرار دی گئی ہے حالانکہ شاید تم اسے ناپسند کرتے ہوگے لیکن ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز (یعنی ظاہری امن اور اقتصادی ترقی) پسند کرو اور وہ (انجام کار) تمہارے لئے نقصان دہ ہو (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم پورا علم نہیں رکھتے۔

پھر اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ

(الانفال: ۶۶)

اے نبی! مومنوں کو جنگ کرنے کی ترغیب دیجئے اور انہیں جنگ کے لئے ابھاریئے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ صحابہ کرام دیئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ صرف مانا بلکہ وہ شہادت کے جذبہ سے سرشار موت کے ڈر سے بے خوف بے دریغ اپنی عزیز جانوں کی قربانی دیتے چلے گئے۔ ان کی زندگی کا مقصد عظیم اللہ تعالیٰ کی رضا تھی۔ جو وہ جان دے کر بھی حاصل کرنا چاہتے تھے اسلئے انہوں نے دنیاوی عیش و عشرت کو چھوڑا، مجاہدانہ مشقت کو اپنایا، اور عرب کے ریگزار ان کے خون سے سرخ ہوگئے۔

خود ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آزمودہ کار جرنیل کی حیثیت سے میدان جنگ میں کمان سنبھالتے ہیں اور اپنے ہر ہر سپاہی کو اس کی پوزیشن پر بٹھا کر اپنی مٹھی بھر اور بے سروسامان فوج کو کفار کی سامانِ حرب سے لیس فوج کے سامنے ترتیب دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (آل عمران: ۱۲۰)

اے نبی! جب تو صبح صبح اپنے گھر والوں سے جدا ہو کر مومنوں کو جنگ کے لئے انکی پوزیشنوں پر بٹھا رہا تھا۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس
ذات، اپنے عزیز و اقارب اور اسلام کے
متاعِ گراں مقدس صحابہؓ کو صفوں میں آراستہ کرکے
جنگوں کی کمان اور خود مجاہدین کی رہنمائی کی۔
آپؐ کے سامنے آپؐ کے عزیز ترین صحابہ،
رشتہ دار اور اقرباء شہید ہوئے لیکن جہاد کے
مقدس فریضہ کو ہر صورت میں نبھایا۔ تو ایک عام
مسلمان کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اس فریضہ سے
رُوگردانی کرے اور پہلو تہی کرے۔

جنگی تیاری

مسلمانوں کے لئے بحیثیت قوم و ملت
اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہمیشہ کے لئے قائم ہے کہ
وہ ہر وقت دشمن کے حالات سے باخبر رہیں اور
ان کی حربی قوت، اسلحہ اور چھاؤنیوں کو بے اثر
کرنے کے لئے ہر وقت تیاری میں رہیں:-

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا
اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ
وَرِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ
بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ
وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ

(الانفال : ۶۱)

اے مسلمانو! جس قدر تم سے ممکن
ہو دشمن کے لئے اپنی قوت کے
اضافہ اور سرحدی چھاؤنیوں کی
تعمیر کے لئے سامان مہیا کرتے
رہو تاکہ تمہاری جنگی تیاری سے
تم اس قابل ہو جاؤ کہ اللہ کے
دشمن اور مسلمانوں کے دشمن اور
ان کے علاوہ دوسری اقوام کو
تم خوفزدہ رکھ سکو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہر مسلمان حکومت کے لئے
ایک انتباہ ہے کہ اگر وہ ہمیشہ اپنی عسکری قوت
اور حربی فنون کی ترقی اور ملٹری انسٹالیشنز
(INSTALATIONS) کی تعمیر کے لئے
مقدور بھر ہر ممکن کوشش نہیں کریں گے تو اسلام دشمن
طاقتیں انہیں کچلنے کی جرأت کریں گی۔ اس مقدس
اور جامع ارشاد کی روشنی میں ہی ہر مسلمان مملکت
کے بجٹ اور پالیسیوں کی تدوین ہونی چاہیئے۔
اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک عالمِ اسلام ان
قرآنی ارشادات پر کاربند رہا دنیا کی کسی طاقت
کو اس سے ٹکر لینے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور آج
عالمِ اسلام کے آبرومند ہونے کی یہی ایک صورت
ہے کہ وہ اپنے جملہ وسائل کو کام میں لاکر اپنی فوجی
قوتوں کو بحال کرکے طاقت کا توازن اپنی طرف
کریں اور فوجی تیاریوں میں اپنی خداداد صلاحیتوں،
اپنی ملی تاریخ کے تجربات، سائنسی اور ٹکنیکی وسائل
کی ترقی اور برتر اسلحہ اور بہتر جنگی تدابیر اور ملٹری
سائنس کے ہر پہلو کو کام میں لائیں۔ اور کبھی بھی
کفر کی ایک طاقت کے خلاف کفر کی ہی دوسری

Digitized By Khilafat Library Rabwah

طاقتوں پر بھروسہ نہ کریں بلکہ ہر معاملے میں تربیت، اسلحہ، تنظیم اور افراد میں وہ خود کفیل ہوں۔

فوجی برتری کے اسلامی معیار

یہ درست ہے کہ اسلام توکّل کی تعلیم دیتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ توکّل کی سرحدیں وہاں سے شروع ہوتی ہیں جہاں انسانی کوشش اپنے آخری امکان تک ختم ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِعْقَلْ وَ تَوَکَّلْ کہ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو پھر توکّل کر کے اسے چھوڑ دو۔ یعنی جس حد تک ممکن ہو وسائل اور مادی اسباب سے کام لو اور پھر نتیجہ خدا کے ہاتھ میں دو۔

اسلامی جنگوں کے متعلق ہی قرآن کریم کی یہی تعلیم ہے کہ مسلمان حکومت کو تمام وسائل بروئے کار لا کر جنگی تیاری کرنی چاہیئے اور جس وقت جنگ شروع ہو جائے تو پھر وہ کسی صورت میں پس و پیش نہ کرے۔ اس کے فیصلوں میں ہچکچاہٹ نہ ہو بلکہ پوری جرأت، تہوّر اور دلیری کے ساتھ وہ جنگ میں کود پڑے اور دشمن کے اسلحہ کی برتری، تجربہ اور عددی کثرت کو خاطر میں نہ لائیں۔ کیونکہ جنگ میں صرف یہ مادی سامان ہی فیصلہ کن کردار ادا نہیں کرتے بلکہ بہت سی اور بھی چیزیں ہیں جو اصل میں مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔

اسلام کی تاریخ عموماً ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ محض عددی کثرت اور محض اسلحہ اور سامانِ رسد کی زیادتی کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

۱۔ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ؕ

کہ خدا کے اذن سے کتنی ہی دفعہ چھوٹے گروہ بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ گئے۔

۲۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ؕ

(آل عمران : ۱۲۱)

اور یقیناً اللہ نے بدر کی جنگ کے موقعہ پر تمہاری مدد کی جبکہ تم کمتر اور کمتر تھے۔

۳۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا (التوبہ: ۲۵)

اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے کئی موقعوں پر تمہاری مدد کی اور حنین کی جنگ کے دن بھی جب تمہیں اپنی تعداد پر فخر ہونے لگا تھا مگر وہ عددی کثرت کوئی کام نہ آئی۔

۴۔ پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے ایک عام

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اصول بیان فرماتا ہے :-

إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ
صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ
وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ
يَّغْلِبُوْا أَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَفْقَهُوْنَ ○

(الانفال : ۶۷)

کہ اگر تم میں صرف بیس شدائد پر صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو پر اور اگر ایک سو ہوں تو ایک ہزار کفار پر غالب آئیں گے کیونکہ وہ ایسی قوم ہیں جو حقیقی عقل و دانش سے خالی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بیس مجاہد دو سو پر غالب آئیں گے یعنی ایک اور دس کا مقابلہ ہے۔ اور ہم کمزور گنہگار مسلمانوں نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں یہ نظارہ دیکھا ہے کہ ۱:۵ کی عددی نسبت '۱:۴۰۰' کی اسلحہ کی نسبت اور بے پناہ وسائل اور وسیع و عریض پچاس کروڑ باشندوں کے خلاف ایک کمزور قوم نے محض ایمان باللہ کے وسیلے سے کس طرح فتح پائی۔

برتر اسلحہ اور عددی کثرت کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام کو چند ایسی غیر مادی قوتیں دی ہیں جو ایک سچے مجاہد کے لئے مخالف حالات میں بھی قوت اور Moral کا سرچشمہ ثابت ہوتی ہیں۔

۱۔ خدا کی ہستی اور اس کی صفات پر کامل ایمان

اور اس بات کا اعتقاد :-

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ (الانفال : ۱۱)

کہ نصرت اور فتح مبین اللہ کے فضل سے آتی ہے۔ اور خدا کا اس فرمان پہ

إِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا
غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ
يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا
الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ
بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

(آل عمران : ۱۶۱)

اگر اللہ تمہاری نصرت فرمائے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور اگر وہ تمہاری مدد چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ اور اللہ پر ہی مومن کو توکل کرنا چاہیئے۔

۲۔ تقدیر پر ایمان کہ انسان کی موت وحیات پر کسی انسان کو قدرت حاصل نہیں۔ حسب

Digitized By Khilafat Library Rabwah

آیت وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا

(آل عمران : ۱۴۶)

کہ کسی نفس کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر مر سکے۔ موت ایک وقتِ مقررہ وقت پر لکھی ہے۔

۳۔ اسلام کی صداقت پر ایمان: اس مادی دور میں اسلام ہی وہ واحد مذہب رہ گیا ہے جس کے پیروکاروں کو اپنے دین سے والہانہ محبت ہے اور وہ اسے خدا کا آخری دین سمجھتے ہیں اور غلبہ، شوکت اور نصرت کو اسلام کا حق سمجھتے ہیں۔

۴۔ اُخروی زندگی کا تصوّر: اسلام مادی موت کے بعد ایک جاودان زندگی کا تصور دیتا ہے۔ موت محض انتقال مکانی کا نام ہے اور زندگی کا تسلسل تلوار کی دھار سے کٹ نہیں جاتا۔ اسلئے موت محض ایک کھیل ہے۔

۵۔ رتبہ شہادت۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو تم مردہ نہ سمجھو وہ اپنے رب کے حضور دائمی زندگی سے حصہ پا رہے ہیں۔

اس روحانی زندگی کے علاوہ شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کے بلند ترین مقامات کا وعدہ ہے۔ اس کے تمام گناہوں کی معافی کا خدائی وعدہ ہے:۔

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

(آل عمران : ۱۵۸)

اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی جناب سے مغفرت اور رحمت کا خزانہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

اور دوسری جگہ فرمایا:۔

اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(البقرہ : ۲۱۹)

کہ مجاہد اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ غفور رحیم ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(نساء : ۷۶)

جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے
وہ خواہ قتل ہو جائے یا غالب آجائے
دونوں صورتوں میں ہم اسے اجرِ
عظیم عطا کریں گے۔

یہی وہ بلند مقام ہے جس کے حصول کے لئے چودہ سو سال کی تاریخ میں لاکھوں مجاہدین نے اللہ کے راستے میں ہنسی خوشی اور برضاء و رغبت جان دی اور کتنے ہی ہیں جن کی ساری عمر تمنا رہی کہ کاش وہ مرتبۂ شہادت حاصل کر سکتے۔ حضرت خالد بن ولید نے بستر مرگ پر اپنے جسم کے ہر حصے ننگا کر کے دکھایا کہ سینکڑوں زخم تلواروں اور نیزوں کے لگے ہیں۔ اور پھر بڑی حسرت کے ساتھ چشمِ پُرنم سے فرمایا کہ ہر معرکہ میں شہادت کی تمنا لے کر گیا تھا مگر آج میں بستر پر مر رہا ہوں۔

اور اِن مذکورہ عقائد و اعتقادات کے نتیجہ میں قوم کا Moral اس قدر بلند ہو جاتا ہے کہ مدِ مقابل کی مشرک اور وہم پرست (Super Stition) قومیں مرعوب ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا
بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ
سُلْطَانًا۔ (آل عمران : ۱۵۲)

کہ ہم اسلام کے منکروں کے دلوں
میں مومنوں کا رعب طاری کر دینگے
اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ
کے ساتھ ان طاقتوں کو شریک
سمجھ رکھا ہے جن کے بارے میں
کوئی آسمانی دلیل نہیں۔

یہی وہ صفات ہیں جو سچے مجاہدین کو اپنے دشمن پر باوجود اس کی عددی کثرت اور فنی برتری کے غالب اور فاتح کرتی ہیں۔

مجاہد کا کردار

جہاد فی سبیل اللہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے ایک خالص دینی فریضہ ہے جس کا تقدس یہ تقاضا کرتا ہے کہ جرنیل سے لے کر ادنیٰ سپاہی تک ہر مجاہد مردِ مومن ہو، اپنے فرائض کی ادائیگی میں پُرخلوص ہو، اور اس کی شجاعت اور قربانی کا محور محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسلام اور مسلمانوں کا دفاع ہو۔ ان ایمانی خصوصیات کے علاوہ خالصتاً جنگی نقطۂ نگاہ سے مجاہدین سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اندر بعض خصوصیات پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ یہ خصوصیات ایک اعلیٰ فوج کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

۱۔ **شجاعت** ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ
إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ
مُتَحَيِّزًا إِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ
بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ
مَأْوٰهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝ (الانفال : ۱۷)

اے لوگو جو ایمان لائے! جب
حملہ کرتے ہوئے تمہاری مڈبھیڑ
کفار سے ہو جائے تو کبھی ان کے
مقابل پر پیٹھ نہ دکھاؤ (اور یاد
رکھو) جو شخص اس دن پیٹھ دکھائیگا
سوائے اس کے کہ جنگی چال کی بناء
پر پیچھے ہٹنا پڑے یا اپنی دوسری
جمعیت سے ملاپ کرنا مقصود
ہو ـــــ تو یاد رکھو ایسا شخص
خدا کا غضب لیکر واپس لوٹتا ہے
اور اس کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور جہنم
لوٹنے کی بُری جگہ ہے۔

۲۔ ثابت قدمی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا
لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
(الانفال : ۴۶)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب
تمہارا مقابلہ کسی گروہ سے ہو جائے
تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت
یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

۳۔ صبر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ
وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝
(آل عمران : ۱۴۳)

کیا تم سمجھتے ہو کہ تم یونہی جنت
میں داخل ہو جاؤ گے جب تک اللہ
کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ تم میں
سے مجاہد کون ہے اور صبر کرنے
والا کون۔

اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب
کر کے فرماتا ہے:۔

إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ
صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ
(الانفال : ۶۶)

کہ اگر تم میں صحیح معنوں میں صرف
بیس صابر ہوں تو وہ دو سو پر
غالب آ جائیں گے۔

۴۔ قوت۔

وَكَأَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ
مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وَهَنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ (آل عمران: ۱۴۷)

کتنے ہی نبی گزرے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے اہل اللہ نے جنگیں لڑیں لیکن انہیں جو مصائب اللہ کے راستے میں آئے ان کی بناء پر انہوں نے تو کسی قسم کی بزدلی دکھائی نہ وہ کمزور ہوئے اور نہ ان کے چہروں پر کوئی تھکن کے آثار تھے۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

۵۔ برداشت۔

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○

(البقرہ : ۲۱۵)

اے مومنو! تم اُس وقت تک جنّت میں داخل نہیں ہو سکو گے جب تک ان قدیم مجاہدین کا نمونہ نہ دکھاؤ جنہیں مصائب بھی پہنچے اور شدید نقصانات بھی اُٹھائے حتّٰی کہ ان پر مصائب کا زلزلہ اس قدر شدید آیا کہ رسول اور مومن پکار اُٹھے کہ اللہ کی نصرت کب آئے گی۔ سنو! اللہ کی مدد اور نصرت قریب ہے۔

جہاد کے آداب

قرآن کریم کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ اور زرّیں ارشادات میدانِ جنگ میں بھی مجاہد کو تقویٰ، خدا ترسی، رحم —— بلند کرداری اور اخلاقِ عالیہ کے اظہار کی تلقین کرتے ہیں۔ مجاہد کا کوئی فعل اسلامی اخلاق کے معیار سے گرا ہوا نہیں ہونا چاہیئے۔ دشمن کے قیدی یا زخمی ہونے پر اس سے جس عالی حوصلگی اور محبّت سے پیش آنے کا نمونہ اسلام دیتا ہے دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مجاہدین خود بھوکے اور پیاسے رہے لیکن جنگی قیدیوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ اسلام کا حکم ہے کہ صرف مسلّح فوج پر ہاتھ اُٹھاؤ۔ بچہ، عورت، بوڑھا، بیمار، غیر مسلح شہری کے جان و مال کی حفاظت کرو حتّٰی کہ درخت تک کاٹنے منع ہیں۔

مفتوحین سے جو فیاضانہ سلوک فتح مکّہ کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی مہذب دُنیا اس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں جب ایک مفتوحہ علاقہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سے مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا تو وہاں کے عیسائی باشندے رو رہے تھے۔ اور صلاح الدین ایوبی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم تھا اُس نے جو فیاضی اور عالی حوصلگی ریکارڈ سے بڑی یورپ کے لوگ اس پر اب تک حیران ہیں۔

لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ جنگی قوانین اور حربی اصولوں میں کوئی ضعف پیدا کیا جائے۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ اخلاقِ عالیہ اور بلند کرداری ایک طرف لیکن جب خالص فنی نقطۂ نگاہ سے جنگ کی بات ہو تو اپنا وار دشمن پر کاری کرو، حربی تدابیر سے اس پر ایسی ضرب لگاؤ کہ اس کی مرکزی قوت مفلوج ہو کر رہ جائے۔ اور تمہارا حملہ اس قدر ہیبت ناک ہو کہ :-

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

(الانفال : ۵۸)

کہ اگر تم دشمن کو جنگ میں آ لو تو اُن پر ایسی کاری ضرب لگاؤ کہ جو طاقتیں ان کی پشت پر ہیں وہ یاد کریں۔

اور فرمایا :-

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ۔

کہ تم دشمن کو جہاں بھی پاؤ اُسے قتل کر دو اور انہیں اس علاقہ سے نکال باہر کرو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا۔

اور پھر یہاں تک فرمایا :-

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ۔ (البقرہ : ۱۹۲-۱۹۴)

کہ تم دشمن سے اُس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک کہ اصل فساد کی جڑ ختم نہ ہو جائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ڈھاکہ کا عمومی اجلاس

۲۵ / دسمبر ۱۹۷۰ء کو انجمن احمدیہ ڈھاکہ میں نماز جمعہ کے بعد قائد مجلس جناب شمس الرحمٰن صاحب کی صدارت میں مجلس خدام الاحمدیہ کا عمومی اجلاس ہوا۔ خاکسار نے تلاوت قرآن کریم کی اور محترم قائد صاحب نے عہد دہرایا۔ جناب علیم الدین احمد صاحب نے ایک اُردو نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ اسکے بعد محترم خلیل الرحمٰن صاحب نے اسلام کے اقتصادی نظام کے متعلق پُر مغز لیکچر دیا۔ درس حدیث محترم مولوی احمد صادق صاحب محمود مربی السلسلہ نے دیا۔ آخر میں محترم قائد صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں خدام کو تلقین فرمائی کہ وہ اپنی زندگیاں اسلام کے اصولوں کے مطابق ڈھالیں۔ دعا کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (فیض احمد ناظم اشاعت قیادت ڈھاکہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

یادِ ایّام

گاہے گاہے باز خواں

(مکرّم شیخ نصیر احمد صاحب کراچی)

یہ غالباً سنہ ۳۶ء کا زمانہ تھا، میری عمر چند سال کی تھی، ہم لوگ اُس وقت محمود آباد فارم میں رہائش پذیر تھے۔ یہ جگہ ضلع نواب شاہ میں باندھی ریلوے سٹیشن سے گیارہ میل دُور تھی، راستہ کچا تھا (اب اس جگہ کا نام شریف آباد ہے) یہ غالباً پہلی جگہ تھی جہاں کے ڈاکخانہ کی مُہریں حضرت فضل عمر سیّدنا محمود رضؓ کا نام لکھا گیا۔ MAHMOOD ABAD۔

مجھے یاد ہے کہ جب پہلے دن ڈاکخانہ کی مُہریں آئیں تو محترم جناب چوہدری شریف احمد صاحب (جو اُس وقت وہاں کے پوسٹماسٹر بھی تھے) نے پہلی مُہر ابّا جان (محترم ڈاکٹر احمد دین صاحب) سے لگوائی، اور اُن مُہروں کے نقش آپ نے برادرم شیخ ناصر احمد صاحب کو بھی بھجوائے تھے۔ ہاں تو مَیں ذکر کر رہا تھا کہ سنہ ۳۶ء کا زمانہ تھا، ہماری چھوٹی سی بستی میں "حضرت صاحب" کی آمد کا غلغلہ بلند ہوا۔ ہم نے ابھی تک حضرت صاحب کو نہیں دیکھا تھا۔ (ویسے تو مسجد فضل لائلپور کی تقریب کا منظر بھی مجھے یاد ہے، لیکن اس وقت حضور کو دیکھنا یاد نہیں)۔ ہم بہت ہی خوشی کے عالم میں انتظار کی گھڑیاں گن رہے تھے کہ آخر وہ ساعتِ سعد آ پہنچی جب حضور یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی کار ہمیں نظر آئی اور نعرے ہمارے کانوں میں پڑے، وہاں پر ایک شامیانہ کے نیچے حضور کی تقریر کا منظر آج بھی نظروں کے سامنے ہے۔ (پتہ نہیں تاریخ احمدیت میں اس واقعہ کا ذکر کیوں نہیں آیا)

یہ تو اب یاد نہیں کہ حضور وہاں کتنی دیر ٹھہرے تھے، لیکن بڑے ہو کر جب یہ احساس ہوا کہ حضور نے وہاں پہنچ کر اپنے خدام سے ملنے میں کس قدر تکلیف دہ سفر اختیار کیا تھا، تو بے اختیار دل آپ کی محبّت کے نشہ میں سرشار ہوتا چلا گیا!

دوسرا نظارہ ناصر آباد سندھ کا ہے یہ غالباً سنہ ۱۹۴۰ء تھا۔ اس وقت ناصر آباد میں پختہ مکانات نہیں تھے، کچے جھونپڑے نما مکان تھے۔ حضور بچّوں سے ملاقات فرما رہے تھے، بچّوں کی ایک قطار لگی تھی۔ جب مَیں مصافحہ کے لئے پہنچا تو حضور نے فوراً فرمایا "تم ناصر احمد کے بھائی ہو؟" مَیں حیرت میں گُم ہو گیا کہ حضور نے کیسے قیافہ لگایا۔ لیکن وہ ذات تو چہرہ شناس بھی تھی اور مردم شناس بھی!

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سنہ ۴۰ء یا سنہ ۴۱ء کا ذکر ہے، ہم نصرت آباد اسٹیٹ میں رہتے تھے۔ حضورؓ محمد آباد اسٹیٹ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ نصرت آباد والوں نے حضور سے درخواست کی کہ حضور ہمارے ہاں بھی تشریف لائیں، لیکن حضور نے بوجوہ نامنظور کر دی۔ میری اُمّی کو جب پتہ چلا کہ حضور نے انکار کر دیا ہے تو وہ حضور کے پاس گئیں اور عرض کی کہ حضور ہمارے ہاں چلیں۔ حضور نے فرمایا آپ کے مردوں کو تو میں نے انکار کر دیا ہے۔ اُمّی جان نے کہا حضور میں تو آپ کو لیکر جاؤں گی۔ چنانچہ حضور بیل گاڑی میں چھ میل کا کچا راستہ طے کر کے نصرت آباد پہنچے۔ یہ حضور کی شفقت کی ایک چھوٹی سی مثال ہے۔

محمد آباد ہی کا واقعہ ہے کہ حضور کار پر تشریف لے جانے لگے تو میری چھوٹی بہن عزیزہ ناصرہ جو اُس وقت بہت چھوٹی تھی اس نے کار کے مڈگارڈ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ حضور نے اُس سے متبسم چہرے کے ساتھ دریافت فرمایا کہ تم کس کی بیٹی ہو؟ تو وہ کہنے لگی "میں نے موٹر پر ہاتھ رکھا ہوا ہے" (موٹر اُس زمانے میں ایک عجوبہ تھی) حضور نے مسکرا کر دوبارہ فرمایا کہ ہاں تم نے موٹر پر تو ہاتھ رکھا ہوا ہے لیکن تم بیٹی کس کی ہو؟ تو اُس نے فوراً جواب دیا "اپنے ابا جان کی" اس پر سب لوگ مسکرا پڑے۔

قادیان میں سنہ ۴۴ء میں میرا قیام برادرم شیخ ناصر احمد صاحب کے ساتھ دارالانوار قصرِ نیل میں تھا، اس وقت کی ایک بات کا مجھ پر بہت اثر ہے۔ وہ یہ ہے کہ بھائی جان صبح کا آئی بی سی سے خبریں سنا کرتے تھے اور اُن کا اُردو ترجمہ کر کے حضور کو بھجوایا کرتے تھے، اس کام میں اُنکے انہماک اور باقاعدگی سے میں بہت متاثر تھا، لیکن یہ بھی درحقیقت حضور کی جذب و کشش کا اثر تھا۔

ناصر آباد کا ہی واقعہ ہے میری چاروں بہنیں، سردار عبدالرحمٰن صاحب کی بچیاں اور چند دوسری لڑکیاں حضور کی کوٹھی میں کھڑی تھیں۔ حضور نے سب بچیوں کو دیکھا اور میری اُمّی جان سے فرمایا کہ "یہ سب آپ کی بچیاں ہیں؟" حضور کے اس مذاق سے سب بہت محظوظ ہوئے۔

ایک دفعہ ناصر آباد میں ہی حضور کی دو صاحبزادیاں بی بی امۃ الجمیل اور بی بی امۃ المتین کھیل رہی تھیں۔ صاحبزادیوں کی عمریں اُس وقت چھوٹی تھیں۔ دونوں نے مونگیا رنگ کے فراک اور پاجامے پہنے ہوئے تھے جو مٹی میں لت پت ہو کر خاکستری سے ہو گئے تھے بی بی متین واقعی متانت لئے ہوئے تھیں جبکہ بی بی جمیل شوخ طبع تھیں سو بی بی جمیل نے اپنی چوٹی بی بی متین کی چوٹی کے ساتھ باندھ لی اور بھاگنے لگیں۔ لامحالہ بی بی متین بھی ساتھ ساتھ بھاگنے لگیں۔ حضور نے دونوں کو اس حالت میں دیکھا تو مسکرا کر فرمانے لگے کہ "میرے دو بیل بھاگے جا رہے ہیں"

غالباً ناصر آباد ہی کا واقعہ ہے کہ میری بہن عزیزہ صالحہ حضور سے ملاقات کے لئے گئی تو آپ کے پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ میں ڈاکٹر احمد دین صاحب کی لڑکی ہوں تو حضور فرمانے لگے کہ تم اُن کی لڑکی کیسے ہو سکتی ہو۔ وہ عینک لگاتے ہیں، اُن کی بیوی عینک لگاتی ہیں، اُن کا لڑکا عینک لگاتا ہے، اُن کی لڑکی عینک لگاتی ہے، تم عینک نہیں لگاتی ہو اسلئے تم کیسے انکی لڑکی ہو گئیں؟

Digitized By Khilafat Library Rabwah

میں نے جب یہ بات سُنی تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ
مجھے عینک لگائے اُس وقت تھوڑا ہی عرصہ گزرا
تھا اور جب سے میں نے عینک لگانا شروع کی تھی
اُس وقت سے میری حضور سے باتعارف ملاقات
نہیں ہوئی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ حضور ملاقات
کے وقت تعارف کے بغیر بھی اکثر لوگوں کو پہچانتے
تھے اور اتنی جزئیات بھی یاد رکھتے تھے کہ کون عینک
لگاتا ہے اور کون نہیں۔ واقعی یہ ایک سخت ذہین و
فہیم دماغ کا ہی کام تھا۔

وہ موقعہ بھی مجھے کل کی طرح یاد ہے جب حضور
نے ربوہ کی بنیاد رکھی تھی اور خیموں میں آکر پہلے قربانیاں
دیں پھر ایک پرجوش تقریر فرمائی اور دعا فرمائی۔ اتنی
پُرجوش تقریر وہی کرسکتا ہے جو عین الیقین کے مقام
پر ہو۔ اس موقعہ پر حاضرین کے نام بطور ایک تاریخی
یادداشت کے لکھے گئے تھے۔

میں جب سکول میں پڑھتا تھا تو میں نے حضور کے
نام ایک دعائیہ خط لکھ کر اسے طبع کروالیا تھا اور ہر
دوسرے تیسرے دن اس کی ایک کاپی حضور کو ارسال
کردیا کرتا تھا۔ یہ خط ٹائپ کے حروف میں طبع کروایا
تھا اور ہر دوسرے تیسرے دن اس کی ایک کاپی
حضور کو ارسال کردیا کرتا تھا۔ یہ خط ٹائپ کے حروف
میں طبع کروایا گیا تھا جو سندھی طباعت سے ملتی جلتی
ہے اسلئے ایک دفعہ آپ نے اباجان کے سامنے ذکر
فرمایا کہ آپ کا ایک بیٹا مجھے سندھی میں خط لکھا کرتا ہے۔

وہ دن بھی عجیب ہوا کرتے تھے جب حضور
سندھ میں تشریف فرما ہوتے۔ حضور کا ورود عموماً کنجیجی
ریلوے سٹیشن پر ہوا کرتا تھا جہاں سے آپ بذریعہ
کار ناصر آباد تشریف لے جاتے۔ قرب و جوار کے تقریباً
سبھی احمدی اس دن اس بے رونق سٹیشن پر جمع
ہوجاتے اور وہاں پر خوب چہل پہل رہتی۔ پھر جب
تک حضور ناصر آباد میں رہتے اس سٹیشن پر آنے جانے
والوں کا تانتا بندھا رہتا خصوصاً جمعہ کے روز خوب
گہما گہمی ہوتی۔

حضور جب ناصر آباد سے دوسرے اسٹیشن
محمود آباد، احمد آباد، محمد آباد وغیرہ کے دورہ پر جاتے
تو کنری آپ کے راستہ میں پڑتا۔ چنانچہ اُس دن کنری
سے دو میل اس طرف اور دو میل اُس طرف کے
راستہ پر کنری کے خدام پہرہ دیتے اور باقی احباب
جماعت نہر کے پل پر جمع ہوجاتے۔ اور حضور جب
وہاں تشریف لاتے تو چند منٹ وہاں رُک کر احباب
کو شرفِ ملاقات بخشتے۔ حضور کے آگے روانہ ہونے
پر احباب یوں واپس آتے جیسے آج تمام جہان کی
دولت حاصل کرکے آرہے ہیں!

راستہ پر جہاں سے کنری کے خدام کا پہرہ
شروع ہوتا وہاں پر اھلاً و سھلاً و مرحبا
سبز کپڑے پر سنہری حروف میں لکھ کر لگایا جاتا۔ پھر
تمام راستہ پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ اسی طرح کے
بڑے بڑے بینر لئے خدام کھڑے ہوتے جن پر "نور
آتا ہے نور" "فرزند ارجمند و ممدوح آگیا ہے۔"
"عطرِ وفائے حق سے ممسوح آگیا ہے" وغیرہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وغیرہ الفاظ لکھے ہوتے تھے۔ اور جہاں پہ ہمارے پہرہ کی حدود ختم ہوتیں وہاں پہ "خدا حافظ" اور "سلامت روی و باز آئی" کے الفاظ لکھے ہوتے۔ آہ! کیا دن تھے کہ جن کی یاد آج بھی دلوں کو ٹھنڈک بھی پہنچاتی ہے اور حضرت فضل عمرؓ کی یاد میں تڑپاتی بھی ہے۔ ان میزوں کی لکھائی برادرم فضل احمد بھٹی کیا کرتے تھے اور حروف کو کاٹ کر چپکانے کا کام خاکسار سرانجام دیتا تھا (برادرم فضل احمد صاحب آجکل بیمار ہیں دوستوں اور بزرگوں سے اُن کے لئے دعا کی درخواست ہے) مجلس کرزی کے رضا کار حضور کی آمد پر اور واپسی کے موقعہ پر حضور کے ساتھ حیدرآباد تک آیا اور جایا کرتے تھے۔

حضور کی کار جب نہر پہ سے گزرتی تو حضور نہر کے کنارے پر کھڑے ہوئے رضا کاروں کو دیکھ کر مسکراتے اور سلام کا جواب دیتے ہوئے گزرتے۔ ہم اس بات پر بڑی خوشی محسوس کرتے کہ حضور نے ازراہِ ذرہ نوازی ہماری موجودگی اور پہرہ پر کھڑے ہوئے محسوس کیا اور ہم پر شفقت کی نظر ڈال کر ہمارے سلام کا جواب دیا۔ اس وقت حضور دل میں ہمارے لئے کتنی دعائیں مانگتے ہوں گے اس کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے۔!

نہر پہ پہرے کے دوران ایک دفعہ عزیزم مبشر ایک بندوق لئے کھڑا تھا جو رائفل کے نمونہ کی تھی۔ حضور جب نہر سے گزر کر فیکٹری میں تشریف فرما ہوئے تو اباجان سے دریافت فرمانے لگے کہ کیا مبشر نے رائفل کا لائسنس لے لیا ہے؟ ہم یہ سُن کر بڑے حیران ہوئے کہ ایک تو حضور نے رائفل کا نوٹس لیا اور پھر مبشر کو پہچانا اور یہ بھی سوچا کہ مبشر جو ابھی سکول کا طالبعلم ہے اسے لائسنس کیسے مل گیا؟

یہ حضور کی بیماری کے دنوں کا واقعہ ہے حضور ناصر آباد میں تشریف فرما تھے۔ جماعت کرزی نے حسب معمول حضور کو کھانے کی دعوت قبول کرنے کی درخواست کی لیکن حضور نے معذوری ظاہر کی۔ اس پر امی جان حضور کے پاس تشریف لے گئیں اور کہنے لگیں کہ حضور نے آپ نے مردوں سے تو انکار کر دیا ہے لیکن ہم عورتیں آپکو منوا کر جائیں گی۔ ان دنوں حضور جماعت کرزی سے ناراض بھی تھے اسلئے حضور فرمانے لگے کہ میں تو آپ کی جماعت سے ناراض ہوں دوسرے کرزی والے گندے بھی ہیں پانی دیتے وقت گلاس کو اُوپر سے پکڑتے ہیں۔ (ہم نے یہ سُنا تو ہمیں سخت ندامت محسوس ہوئی کہ جماعت کے کسی فرد کی ناشائستہ حرکت سے حضور کو تکلیف پہنچی)۔ بہرحال امی جان نے حضور سے کہا کہ ناراضگی تو ہم آپ کی دُور کر کے ہی جائیں گی اور رہا گندگی کا سوال تو ہم اس کا پوری طرح خیال رکھیں گے۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا "اچھا تو اگر آپ بھرا ہوا مُرغ کھلائیں تو میں آؤں گا"۔ امی جان نے کہا کہ ہماری اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہوگی کہ ہمارے کسی کھانے کو حضور پسند فرماتے ہوئے اس کی فرمائش کریں۔ (ہمارے ہاں تندوری مرغ مسلّم

Digitized By Khilafat Library Rabwah

پکتا تھا جسے حضور پسند فرماتے تھے' اسی کو حضور نے "بھروالامرغ" کہا تھا۔ اس کے علاوہ حضور ہمارے ہاں کا انڈوں کا حلوہ اور اچار بھی خاص طور پر پسند فرماتے تھے۔ اچار تو کئی دفعہ ہمارے ہاں سے قادیان بھی بھجوایا گیا تھا) چنانچہ حضور کنری تشریف لائے اور دعوت قبول فرمائی۔ "بھروالامرغ" بھی موجود تھا لیکن حضور نے بیماری کی وجہ سے اسے نہ کھایا۔ (شاید تمام دعوت میں صرف تھوڑا سا شوربہ ہی چکھا) اس مرغ کی گردن ذرا لمبی تھی حضور نے حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب مرحوم سے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب آپ اسے کھائیں' اس کی گردن بہت لمبی ہے مجھے تو یہ مرغ فرعون معلوم ہوتا ہے۔ تمام احباب اس مذاق اور مزاح سے بہت لطف اندوز ہوئے۔

حضور جب سندھ تشریف لاتے تو نمازوں کے بعد اکثر دیر تک مسجد میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ ہم لوگوں کو اس وقت حضور کو دبانے کا خوب موقعہ ملتا تھا۔

یہ ۷ نبوت ۱۳۴۴ھ ش (۷ نومبر ۱۹۶۵ء) کا دن تھا۔ کراچی میں حضور کی شدید علالت کی اطلاع موصول ہوئی۔ سب احباب اور مستورات احمدیہ ہال میں جمع ہو کر گریہ وزاری کرنے لگے۔ لیکن ان دعاؤں نے کسی اور رنگ میں قبول ہونا تھا۔ جماعت کی طرف سے یہ انتظام تھا کہ جونہی ربوہ سے فون پر کوئی اطلاع ملتی اسی وقت اس اطلاع کو سائیکلو سٹائل کر کے تمام محلوں میں احباب تک پہنچایا جاتا۔

۷ اور ۸ نبوت کی درمیانی رات شاید ہی کوئی احمدی سویا ہو' بس رو رو کر خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں ہی کرتے رہے۔ صبح پانچ بجے سے کچھ پہلے کا وقت تھا کہ ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ میں نے دروازہ کھولا تو مکرم قریشی مسعود احمد صاحب قریشی کھڑے تھے۔ انہوں نے وہ خبر سنائی جس کے سننے سے پہلے (اگر ہمارے اختیار میں ہوتا تو) ہم مرجانا پسند کرتے۔ یعنی کہ ہمارے پیارے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔ امی جان یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کیا اطلاع آئی ہے دروازہ پر آچکی تھیں۔ میں نے جب یہ خبر سنی تو ایک چیخ سی میرے منہ سے نکل گئی۔ جسے سن کر امی جان وہیں فرش پر گر گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ ابا جان نے اندر کمرے میں ہی ہماری آوازیں سنیں تو ان کے منہ سے زور سے اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون نکلا۔

آج تقریباً پانچ سال بعد جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں تو اس پاک اور عظیم انسان کی یاد میں آج بھی آنکھیں پرنم ہیں اور ہاتھوں کی قلم پر گرفت باربار ڈھیلی ہو جاتی ہے اور مجھے رکنا پڑتا ہے۔

اس دن گھر میں اتنے پیسے نہ تھے کہ ہم ربوہ جا سکتے لیکن ربوہ جائے بغیر رہا بھی نہیں جاتا تھا چنانچہ میں اسی وقت مسجد میں گیا۔ نماز کے بعد سفر کے لئے اخراجات مہیا کرنے کی کوشش کی۔ خدا تعالیٰ نے غیر متوقع طور پر مدد کی اور میں ابا جان کو لیکر شاہین

Digitized By Khilafat Library Rabwah

میں سوار ہو گیا۔ اُس دن شاہین میں ربوہ کے علاوہ باقی سواریاں بہت کم تھیں۔ برادرم شیخ مبارک احمد صاحب لاہور سے سرکاری کام پر کراچی آئے ہوئے تھے وہ بھی ہمارے ہمراہ روانہ ہوئے۔ انہوں نے راستہ ہی میں ریلوے کے ذریعہ تین بسوں کا انتظام کیا جو ہمیں لائلپور سٹیشن پر اُترتے ہی تیار ملیں۔ لیکن ان تینوں بسوں میں صرف عورتیں بھی نہ سما سکیں چنانچہ وہ دو بسیں اور لیکر آئے پھر بھی کچھ لوگ رہ گئے جو ٹیکسیوں میں اور اڈہ پر جا کر دوسری بسوں کے ذریعہ ربوہ پہنچ گئے۔

مَیں یہاں پر ایک بات کا اظہار ضروری خیال کرتا ہوں۔ مَیں بھی اُن لوگوں میں شامل تھا جو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو خلیفہ بننے سے قبل اچھا نہیں سمجھتے تھے، بلکہ ہمارا پورا گھر ہی انکے خلاف تھا۔ ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ایسا شخص جسے ہم اپنی کج فہمی کی بدولت خلافت کے لائق نہیں سمجھتے تھے خلیفہ بن سکتا ہے۔ جب خیالات یہ ہوں تو انسان کا ٹھوکر کھا جانا بعید از قیاس نہیں ہوتا۔ ہماری گاڑی گوجرہ کے قریب تھی کہ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ اگر میاں صاحب خلیفہ منتخب ہو گئے تو؟ اُس وقت مَیں نے خداوند کریم سے دعا مانگی کہ اے میرے مولا! خلیفہ تو ہی بناتا ہے اور اگر تو کسی ایسے شخص کو آگے لانا چاہتا ہے جسے میں پسند نہیں کرتا تو تُو اس کا اختیار رکھتا ہے، میری التجا یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص خلیفہ بنے تو تُو میرے دل کو اُس کے لئے کھول دے، میرے دل سے اس کے بارہ میں کدورتیں دھو ڈال اور میرے دل میں اس کی محبت ڈال دے! مَیں قربان جاؤں اپنے پیارے مولا کے کہ اس نے میری تضرّعات کو سُنا اور قبول فرمایا۔ اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح منتخب ہو گئے ہیں تو یکدم میرے دل میں آپ کی محبت اور عقیدت پیدا ہو گئی اور جب بیعت کی تو اتنا سکون محسوس ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ کہ ہم ان کے خوف کو امن سے بدل دیں گے ہم نے خود پورا ہوتے دیکھ لیا۔ اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہوئی اور حضور نے مجھ نابکار کو بھی اپنے سینے سے لگا لیا تو دل میں ایسی ٹھنڈک اور سکون پیدا ہوا جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

جیسے مَیں پہلے عرض کر چکا ہوں صرف مَیں ہی حضرت میاں صاحب سے بدظن نہ تھا بلکہ سب گھر والے تھے۔ لیکن وہاں پر بیعت فارم پُر کرتے وقت نہ مَیں نے اباجان سے مشورہ کی ضرورت سمجھی نہ اباجان نے مجھے کہنے کی ضرورت محسوس کی۔ بلکہ جب ہم گھر آئے تو پتہ چلا کہ ہم دونوں ہی اپنے اپنے فارم پُر کر کے دے آئے ہیں۔ میرا چھوٹا بھائی عزیزم رشید انور حضور کے لئے بہت ہی غصہ رکھتا تھا لیکن اُس کا بھی کراچی سے خط آگیا کہ مَیں نے بیعت کا خط لکھ دیا ہے۔ اور ہمیں سب سے زیادہ خوشی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اُس وقت ہوئی جب برادرم شیخ ناصر احمد صاحب کا سوئٹزرلینڈ سے خط آیا کہ مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اِس واقعہ نے ہمارے سامنے اِس بات کو عملی طور پر رکھ دیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

ہاں تو مَیں سفر کا ذکر کر رہا تھا۔ لائلپور سے ہم بسوں پر ربوہ پہنچے۔ جاتے ہی حضرت فضل عمرؓ ہال اپنے پیارے آقا کے آخری دیدار کرنیوالوں کی صف میں کھڑے ہو گئے۔ حضور کی نعشِ مبارک کے پاس سے گزرتے ہوئے جو حالت تھی وہ ہر اُس احمدی کو یاد رہے گی جو وہاں موجود تھا۔ زیارت کے بعد مسجد مبارک میں نماز ظہر کے لئے چلے گئے۔

نماز ظہر کے بعد بیعت ہوئی اور وہیں سے اعلان ہوا کہ کراچی کے خدام فوراً بہشتی مقبرہ پہنچ جائیں۔ میری ڈیوٹی دوسرے چند خدام کے ساتھ گیٹ پر لگی۔ یہ گیٹ دیوار توڑ کر بنایا گیا تھا۔ جب حضور کا تابوت گیٹ پر پہنچا تو ہم بھی حسبِ ہدایت کندھا دینے والوں میں شامل ہو گئے۔ مَیں دونوں بانسوں کے اندر کی طرف ہو گیا جو تابوت کے ساتھ اسلئے لگائے گئے تھے کہ زیادہ سے زیادہ احباب کندھا دے سکیں۔ مَیں اندر ہی اندر چلتا رہا یہاں تک کہ تابوت کو جنازہ کی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ نماز جنازہ میں بھی ہمیں آگے کی صفوں میں جگہ ملی۔ جنازہ کے بعد ہم لوگ اُس وقت تک وہاں رہے جب تک تدفین کے بعد دعا نہ ہو گئی۔ دعا کے بعد سب لوگ یوں سر جھکائے غمگین واپس ہوئے جیسے سب کچھ لُٹا کر آئے ہوں! لیکن ہمارا "باپ" ضرور مر گیا تھا مگر ہم "یتیم" نہ ہوئے تھے!!

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور کی مساعی

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر مسافروں کی سہولت کیلئے ریلوے سٹیشن اور اڈہ لاریاں پر خدمتِ خلق کا فرض ادا کرنے کی خاطر اپنا کیمپ کھولتی ہے۔ جہاں خدام ہمہ وقت ربوہ جانیوالے مسافروں کی خدمت کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ امسال بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۴؍ دسمبر ۱۰ بجے صبح کے بعد مجلس نے اپنا خیمہ اڈہ لاریاں میں نصب کر دیا تھا تاکہ دوستوں کو کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ۲۴؍ تاریخ کو ۱۰ لاریاں ربوہ کیلئے بھجوائی گئیں اور مسافروں کا سامان خدام نے لاریوں میں لوڈ کیا۔

۲۵؍ تاریخ کو خدام کی تعداد میں اضافہ کیا گیا اور انہیں زیادہ مستعدی سے کام کرنے کی ہدایت کی گئی تاکہ مسافروں کو کسی قسم کی شکایت نہ ہو۔ اس دن تقریباً ۱۰۰ البسیں مسافروں سے لوڈ کر کے ربوہ کیلئے بھجوائی گئیں۔ اس طرح ایک محتاط اندازے کے مطابق مسافروں کو تقریباً ایکہزار/۱۰۰۰ روپیہ کی بچت ہوئی۔

اسی دن خدام نے اسٹیشن پر بھی ڈیوٹی دی اور ۲ البسیں اسٹیشن سے بھر کر ربوہ بھجوائی گئیں اس طرح مسافروں کو تقریباً ۹۰/- روپے کی بچت ہوئی۔ اڈہ لاریاں پر فرسٹ ایڈ کا سامان بھی رکھا گیا تھا۔ اس سے تقریباً ۶۰ مسافروں نے فائدہ اُٹھایا۔ ۲۴ تاریخ کی رات خدام نے ٹینٹ میں گزاری اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ پیغامِ حق بھی پہنچایا گیا۔

([illegible] لائلپور)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"تحریکِ جدید"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں!

مرسلہ :- مرزا وسیم احمد بیگ
سرگودھا شہر

اسلام کی آخری تعمیر میں حصہ لینے والے مزدور

"اس وقت جو کام ہمارے سپرد ہے وہ ایسا عظیم الشان ہے کہ جس کی مثال اس سے پہلے دنیا میں نہیں ملتی۔ اس کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ مگر اس کو مکمل کرنا اب ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پکار رہے ہیں کہ اے مزدورو!!! آؤ اس عمارت کی تکمیل کرو۔ مگر ہم میں سے بہت لوگ ایسے ہیں کہ جو بھاگے پھرتے ہیں اور قربانیوں سے گریز کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سامنے خوشی کے ساتھ کھڑا ہونے کا موقعہ بھی نہیں ملے گا۔ جو لوگ خوشی کے ساتھ قربانیاں کریں گے اور خوشی کے ساتھ اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیں گے وہ اسلام کی آخری تعمیر میں حصہ لینے والے اور اسلام کے معمار ہوں گے اور وہی لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعتوں میں سمجھے جائیں گے اور اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہوں گے کیونکہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔"

(از تحریک جدید کے پانچہزاری مجاہدین صفحہ ۱۹-۱۸)

مت خیال کرو کہ تحریک جدید میری طرف سے ہے

"یہ مت خیال کرو کہ تحریک جدید میری طرف سے ہے۔ نہیں، بلکہ میں اس کا ایک ایک لفظ قرآن کریم سے ثابت کر سکتا ہوں اور ایک ایک حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں دکھا سکتا ہوں۔ مگر سوچنے والے دماغ اور ایمان لانے والے دل کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال مت کرو کہ جو میں نے کہا ہے وہ میری طرف سے ہے۔ بلکہ یہ اس نے کہا ہے جس کے ہاتھ میں تمہاری جان ہے۔ میں اگر مر بھی جاؤں تو دوسرے سے یہی کہلوائے گا اور اس کے مرنے کے بعد اور سے۔ بہرحال چھوڑے گا نہیں جب تک تم سے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اس کی پابندی نہ کرائے۔ یہ پہلا قدم ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۴۲-۴۳)

تحریک جدید کا جہادِ کبیر ایک تاریخی دَور ہے

اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے کہ اس قسم کی تحریک صدیوں میں کوئی ایک ہی ہُوا کرتی ہے اور اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دَور ایک یادگارِ زمانہ دَور ہے جس کی تمام انبیاء اور مرسلین نے حضرت نوح سے لیکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر دی ہے اور اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے کہ آپ کے کام کو مضبوط کرنے اور اشاعتِ احمدیت کی بنیادوں کو پختہ کرنے میں جو حصّہ لیتا ہے وہ اپنے آپ کو اس تاریخی دَور میں شامل کرتا ہے جو قیامت کے دن بہت سی جماعتوں پر جو نظر آ رہی ہیں ہماری جماعت کو زیادہ عزت کا مستحق بنانے والا ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس تحریک میں حصّہ لے اور اسلام اور احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کر دے۔ (ایضاً صفحہ ۲۰-۲۱)

نجات کی طرف دَوڑو!

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ ان کو جنّت دے گا۔"

"دنیا میں آج خدا تعالیٰ کو قریباً ہر گھر سے اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے۔ اے احمدی مخلصو!!! خدا تعالیٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو۔ کیا تحریک جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر تم خدا کو اس کے گھر میں داخل نہ کرو گے؟"

"سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔

اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے اور تحریک جدید میں حصّہ لیکر اپنی محبت کا ثبوت نہ دو گے؟" (ایضاً صفحہ ۵۱)

مستقل صدقے کا کام

"جو لوگ اس میں حصّہ لیں گے وہ اس تبلیغ دین کے ذریعے جو اُن کے روپیہ سے ہوتی رہے گی۔ اپنی موت کے ہزاروں سال بعد میں بھی ثواب حاصل کرتے چلے جائیں گے ...... مَیں کہتا ہوں کہ ہزاروں سال جانے دو، اگر سو دو سال بھی مستقل طور پر تمہیں ثواب پہنچتا رہے تو یہ کتنی عظیم الشان کامیابی ہے اور اس کے مقابلہ میں دس سال کی قربانی کی حیثیت ہی کیا ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۳۱)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مَیں تحریک جدید کو اُس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک تمہارا سانس قائم ہے۔

"جب انیس سال ختم ہونے کو آئے تو مَیں نے فیصلہ کیا کہ مَیں تحریک جدید کو اس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک تمہارا سانس قائم ہے تا خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ۱۹ سال تک محدود نہ رہے بلکہ وہ تمہاری ساری عمر تک چلتی جائے۔ جس کی ساری عمر تک خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے انعام جاتے ہیں اس کے مرنے کے بعد بھی اسکے ساتھ جاتے ہیں۔ پس مَیں تم سب کو تحریک جدید کی قربانیوں میں حصہ لینے کے لئے بُلا رہا ہوں۔"

(ایضاً صفحہ ۴۲-۴۳)

"لیکن اگر قربانی تم پر بوجھ ہے تو تم پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ تم ایک پیسہ بھی اسلام کی خدمت کے لئے دو۔ تمہارا پیسہ گندہ اور ناپاک ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہارے پیسوں کے ساتھ اسلام کے پاک اموال کو بھی ملوث کر دیں (جو لوگ تحریک جدید کے دفتر اول یا دوم میں شامل ہو کر اب شمولیت سے دریغ کر رہے ہیں وہ اس پر خاص توجہ کریں اور اس جہاد میں شامل ہو کر قدم آگے بڑھائیں۔ مگر یہ بھی یاد رکھو! وعال الٰہی اور خدمت دین کی جد و جہد میں جو تھک گیا وہ بھی تباہ ہو گیا) یہ تحریک صرف اس شخص کے لئے ہے جو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے قربانی کرنا اپنے لئے برکت اور احسان اور فضل سمجھتا ہے۔ جو سب کچھ دینے کے باوجود یہ یقین رکھتا ہے کہ اُس نے خدا اور اس کے دین پر احسان نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے اس پر احسان کیا ہے کہ اس نے اسے خدمت کی توفیق دی۔ پس ہر وہ شخص جو کہتا ہے کہ اس تحریک میں شمولیت اس کے لئے بوجھ ہے مَیں اُسے کہتا ہوں کہ تم چپ رہو۔ جب تک خدا تمہارے ایمان کو درست نہ کر دے۔ اُس وقت تک تم ایک پائی بھی چندہ نہ دو۔ اور پھر دیکھو خدا (تعالیٰ) اس سلسلہ کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۳۶)

"یاد رکھو! گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہے مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہو گا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا۔......"

(ایضاً صفحہ ۱۶)

"پس اے دوستو! مرنے سے پہلے اور وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے اس تحریک میں حصہ لے لو کہ اس اُمت پر پھر یہ دن نہیں آئیں گے۔"

(ایضاً صفحہ ۲۰)

خالد کی توسیع اشاعت میں حصّہ لیکر ادارہ سے تعاون کیجئے!

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مجالس خدام الاحمدیہ کے مرکزی امتحانات اور انکا نصاب

خدام کی دینی تعلیم کے لئے مجلس مرکزیہ کی طرف سے مبتدی، متقدم، مقتصد، سابق، فائق اور فائز چھ امتحانات مقرر ہیں۔ جو خدام ابھی تک کسی امتحان میں شریک نہیں ہوئے وہ اس سال مبتدی کے امتحان میں شریک ہوں اور جو مبتدی کا امتحان پاس کر چکے ہیں وہ متقدم کا امتحان پاس کریں اور جو سابق کے امتحان میں کامیاب ہو چکے ہیں وہ فائق کے امتحان میں شریک ہوں اور جو فائق کا امتحان پاس کر چکے ہیں وہ فائز کے امتحان میں شریک ہوں۔

عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ اس امر کی نگرانی فرمائیں کہ اس سال ان کی مجلس کا کوئی خادم ایسا نہ رہے جو کم از کم مبتدی کے امتحان میں شامل نہ ہو۔
ان امتحانات کے نصاب کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

۱۔ **مبتدی**۔ قرآن کریم :- یسرنا القرآن اور قرآن مجید ناظرہ۔ پہلا پارہ مع ترجمہ۔

زبانی یاد کرنے کا حصہ۔ نماز باترجمہ اور قرآن کریم کی آخری تین سورتیں مع ترجمہ۔

حدیث :- چالیس جواہر پارے۔
کتب سلسلہ :- ہمارا رسولؐ۔ سیرت مسیح موعودؑ۔ احمدیت کا پیغام۔ احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔

۲۔ **متقدم**۔ قرآن مجید باترجمہ :- سورۃ آل عمران کے آخر تک۔ حفظ :- سورہ لہب۔ نصر اور کافرون مع ترجمہ۔ حدیث :- نبراس المومنین۔ فقہ :- فقہ کے ابتدائی مسائل۔ کتب سلسلہ :- فتح اسلام۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ الوصیت۔ تین مسئلے۔ (تین مسئلے احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک سے بھی مطالعہ کئے جا سکتے ہیں۔) کتابچہ دینی معلومات (شائع کردہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

۳۔ **مقتصد**۔ قرآن کریم باترجمہ، سورۃ الانفال کے آخر تک۔ حفظ :- سورۃ الکوثر، الماعون اور قریش مع ترجمہ۔ حدیث :- احادیث الاخلاق (مصنفہ مولوی غلام باری صاحب سیف) کتب سلسلہ :- برکات الدعا، کشتی نوحؑ۔ سیرت خیر الرسلؐ۔ دعوۃ الامیر صفحہ ۱۲۶ تک۔ کتابچہ دینی معلومات۔

۴۔ **سابق**۔ قرآن مجید باترجمہ: سورۃ الانبیاء کے آخر تک نیز سورۃ الفیل۔ العصر۔ القارعہ باترجمہ زبانی یاد کرنا۔ حدیث :- حدیقۃ الصالحین صفحہ ۱۲۷ تک کتب سلسلہ :- راز حقیقت، نشان آسمانی، دعوۃ الامیر ص۱۲۶ سے آگے۔ کتابچہ دینی معلومات۔

۵۔ **فائق**۔ قرآن کریم باترجمہ، سورۃ الجاثیہ کے آخر تک۔ نیز سورۃ القدر۔ التین۔ الم نشرح باترجمہ زبانی یاد کرنا۔ حدیث :- حدیقۃ الصالحین ص۱۲۷ سے ص۲۷۱ تک۔ کتب سلسلہ :- سراج الدین عیسائی کے چار

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سوالوں کا جواب۔ شہادۃ القرآن۔ تین اہم امور۔ خلافتِ حقہ اسلامیہ۔ مختصر تاریخ احمدیت (شیخ خورشید احمد صاحب) کتابچہ دینی معلومات۔

۶۔ فائز۔ قرآن کریم باترجمہ:۔ مکمل قرآن کریم (سورۃ الناس تک) نیز سورۃ الضحیٰ۔ الغاشیہ۔ الاعلیٰ باترجمہ زبانی یاد کرنا۔

حدیث:۔ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۲۷ تا صفحہ ۴۴ (اختتام)

کتب سلسلہ:۔ تذکرۃ الشہادتین۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ اسلام کا اقتصادی نظام۔ کتابچہ دینی معلومات زبانی انٹرویو۔

نوٹ:۔ سابق کے کورس میں "چشمہ مسیحی" کی جگہ "رازِ حقیقت" اور فائق کے کورس میں "مسیح ہندوستان میں" کی بجائے "شہادۃ القرآن" کو رکھا گیا ہے۔

ہر امتحان کے نصاب کے سیٹ حمید بک ایجنسی کوارٹرز تحریک جدید ربوہ سے مل سکتے ہیں۔ نصاب کی رعایتی قیمتیں حسب ذیل ہیں:

مکمل سیٹ نصاب مبتدی	۰۰—۲ روپے	مکمل سیٹ نصاب سابق	۰۰—۶ روپے
" " متقدم	۵۰—۲ "	" " فائق	۰۰—۹ "
" " مقتصد	۵۰—۸ "	" " فائز	۰۰—۱۱ "

انعامی مقابلہ

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ہر سال علمی و تحقیقی مضامین لکھنے کا انعامی مقابلہ کروایا جاتا ہے۔ اس کے لئے اس سال حسب ذیل عنوان تجویز کیا گیا ہے:۔

"لین دین کے متعلق قرآنی اصول"

یعنی قرآن کریم نے تجارت، بیع و شراء، قرضہ اور ہبہ وغیرہ کے متعلق جو اصول بیان فرمائے ہیں ان کی تفصیل ــــــ یہ مقالہ پندرہ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ اول، دوم اور سوم آنے والے خدام کو علی الترتیب ۵۰/-، ۳۰/- اور ۲۰/- روپے کے نقد انعامات سالانہ اجتماع ۱۹۷۱ء کے موقعہ پر دیئے جائیں گے۔

خدام کو اس مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیئے۔ شہری مجالس یہ کوشش کریں کہ انکی مجلس کی طرف سے کم از کم ایک نمائندہ اس مقابلہ میں ضرور شریک ہو۔ مقالہ جات ۱۰ ستمبر ۱۹۷۱ء تک مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نام بھجوا دیں۔

(محمد شفیق قیصر مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

• بلاک میکرز • پرنٹرز • اسٹیشنرز

قابلِ اعتماد۔ بارعایت۔ اور اعلیٰ چھپوائی کیلئے

ایم۔ این۔ ڈی۔ آرٹ پرنٹرز

نسیم مارکیٹ

ریلوے روڈ لاہور

میں تشریف لاویں!

Digitized By Khilafat Library Rabwah

آپ کی اپنی دوکان

لیڈیز کپڑے کیلئے

الفردوس

۸۵- انار کلی لاہور

قابلِ فروخت دو کوٹھیاں

محلہ دارالصدر۔ ربوہ

معلومات کے لئے

میاں اکبر علی۔ ۱۶ نابھہ روڈ۔ لاہور

فون ۔۔۔ ۶۲۴۰۶

• سائیکل • ٹرائی سائیکل • بچہ گاڑیاں • پرزہ جات سائیکل

خوبصورت اور پائیدار

ملنے کا پتہ

محبوب عالم اینڈ سنز۔ راجپوت سائیکل ورکس

نیلہ گنبد لاہور

عمدہ۔ دیرپا۔ قابلِ اعتماد۔ بے مثال اور خوبصورت

پرزہ جات سائیکل

تیار کردہ

ملت انڈسٹریز نیلہ گنبد۔ لاہور

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ۔ لاہور

کو

یاد رکھیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

شکور بھائی چشمے والے

نظر اور دھوپ کی عینکیں

خریدنے کے لئے

آپ کی اپنی دکان

بازار سے بارعایت خریدیئے

پروپرائٹر

عبدالشکور دہلوی کچہری بازار سرگودھا

مکانات ۔ کوٹھیاں ۔ سفید پلاٹس

باغات ۔ زرعی زمینوں

کی

خرید و فروخت کا مرکز

میاں اکبر علی

۱۶ ۔ نابھہ روڈ

لاہور

فون ـــــ ۶۲۴۰۶

میرے پیارے نوجوانو!

اللہ تعالیٰ ہر قدم پر آپ کا حامی و ناصر ہو۔ پھر بھی اگر خدانخواستہ آپ کسی الجھن یا بیماری میں مبتلا ہوں تو براہ کرم تفصیلی حالات لکھیں آپ کی ہر ممکن رہنمائی کی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ آپکو صحت اور خوشیوں بھری کامیاب زندگی عطا فرمائے اور احمدیت کے مضبوط اور دلکش ستون بننے کی سعادت بخشے۔

ہمارا دواخانہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا اپنے مبارک ہاتھوں کا قائم کردہ ہے!

جو سنہ ۱۹۱۱ء سے خلق خدا کی بے لوث خدمت کرتا چلا آرہا ہے

جواب کے لئے جوابی لفافہ ضرور بھیجیں

حکیم عبدالحمید مالک میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کی عمارتی لکڑی بازار سے بارعایت خریدنے کیلئے

دیودار ہو یا کیل
گلوب ٹمبر
۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور
فون نمبر ۶۲۶۱۸

پڑتل ہو یا چیل
لائلپور ٹمبر سٹور
راجباہ روڈ۔ لائلپور
فون نمبر ۳۸۰۸

تشریف لائیں

معیار اعلیٰ — نرخ ارزاں

ایک مرتبہ آزمائش کیجئے!

Digitized By Khilafat Library Rabwah